امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت
اردو

جلد 2 ربیع الاول 1435ھ بمطابق جنوری 2014ء شمارہ 11

2014 کی آمد اور امریکی عوام کا بجا مطالبہ

چند چبھتے سوالات کے اطمینان بخش جوابات
ذبیح اللہ مجاہد کو موصول ہونے والے خط کا جواب

قاری محمد یوسف احمدی کا روزنامہ "الشرق الاوسط" کو دیا گیا انٹرویو

- امریکا اور کچھ سابقہ لیڈر
- سیکیورٹی معاہدہ اور افغانوں کے مفادات
- انگولا: وحشیانہ حکومتی فیصلوں پر اسلامی دنیا کی خاموشی
- 2014 افغانوں کی خوشحالی اور قابض افواج کی بے نیل ومرام واپسی کا سال
- صوبہ فراہ سے دشمن کی راہ فرار
- یہ سال صوبہ پکتیکا سے امریکیوں کے فرار کا سال تھا۔

پکتیکا کے جہادی امور کے معاون سے گفتگو

فرمان نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنْ عبداللہ بن عَمرو بن العاص قال قال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَاللہِ علیٰ مَنابِرَ مِنْ نُورٍ عَن یَمِینِ الرَّحْمٰن ۔وَکِلتَایَدیه یَمِیْنٌ، الذین یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِہِمْ وَاَھْلِیْہِمْ وَمَا وُلُّوا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ [اہل حکومت اور ارباب اقتدار میں سے] عدل وانصاف کرنے والے بندے اللہ تعالیٰ کے ہاں [یعنی آخرت میں] اللہ تعالیٰ کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہی ہیں۔یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اور اپنے اہل وعیال اور متعلقین کے معاملات میں اور اپنے اختیارات کے استعمال کے بارے میں عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔[صحیح مسلم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 2 ربیع الاول 1435ھ بمطابق جنوری 2014ء شمارہ 11

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ : ولید افغان

نائب مدیر : شمس ابدالی

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- سلمان بدر
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- 2014 کی آمد اور امریکی عوام کا افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا مطالبہ
- مجاہدین کے لیے لائحہ قسط دہم
- قاری محمد یوسف احمدی کا روزنامہ ”الشرق الاوسط“ کو دیا گیا انٹرویو
- عظیم مجاہد ڈاکٹر نصیر الدین شہید کی حیات جاوداں پر ایک نظر
- انگولا: وحشیانہ حکومتی فیصلوں پر اسلامی دنیا کی خاموشی
- چند چبھتے سوالات کے اطمینان بخش جوابات
- 2014 افغانوں کی خوشحالی اور قابض افواج کی بے نیل ومرام واپسی کا سال
- آؤ! گھر لوٹ چلیں
- آدھے انچ مُنہ میں گز بھر لمبی زبان
- غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ ودو میں!
- صوبہ فراہ سے دشمن کی راہ فرار
- پکتیکا کے جہادی امور کے معاون سے گفتگو
- سیکیورٹی معاہدہ اور افغانوں کے مفادات
- امریکا اور کچھ سابقہ لیڈر
- جنگی جرائم (دسمبر 2013)
- کتابیں اپنے آباء کی
- افغانستان (نومبر 2013)
- دسمبر کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

رابطہ کے لیے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.......40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.......30ڈالر

بنگلہ دیش.......28ڈالر

ڈیزائننگ : مولوی محمد فاروق

مدیر اعلیٰ

اداریہ

2014 کی آمد اور امریکی عوام کا بجا مطالبہ

2014 میں افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے کے بارے میں امریکی حکومت کی جانب سے سابقہ اعلانات اور 2013 میں اقوام متحدہ کے ہونے والے آخری اجلاس جس میں اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک کے سربراہان موجود تھے، میں امریکی صدر اوباما کے اس اعلان کے پیش نظر کہ امریکہ 2014 میں افغانستان میں جاری جنگ کو ختم کرے گا اور افغانستان میں موجود اپنی تمام محارب فوجیں یہاں سے نکال لے جائے گا 2014 کے آنے پر لوگوں کی نظریں اس بات پر ہیں کہ کیا اب امریکہ اس کا عملی مظاہرہ کرتا ہے یا نہیں؟۔ اور اگر وہ اپنے اس اعلان کو عملی جامہ پہناتا ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی؟

اکثر لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ افغانستان سے امریکی افواج کو نکالنا امریکہ کے ارادے پر منحصر ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ درست نہیں۔ 2001 کے جن حالات میں امریکہ نے اپنے ارادے پر افغانستان کی سرزمین پر اپنے ناپاک قدم رکھے تھے اب وہ حالات نہیں رہے، امریکہ کے بلند و بانگ دعوے اور "مضبوط" ارادے اب افغانستان کی مٹی میں دفن ہو چکے ہیں۔ اب یہاں صرف ان لوگوں کے ارادے عملی ہوتے ہیں جنہوں نے 12 برس قبل بے سروسامانی کے عالم میں امریکہ اور اس کے تمام اتحادی ممالک کے مقابلے کے لئے کمر کس لی تھی اور اس قدر ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا کہ ان 12 برسوں میں بڑے بڑے جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہونے کے بعد دشمن نے کئی بار شکست کے اعترافات کئے اور کئی اتحادی ممالک نے یکے بعد دیگرے دم دبا کر بھاگنے کی راہ اختیار کی۔ امریکی حکومت اور عوام نے بارہا کہا کہ یہ جنگ امریکہ کی تاریخ میں بڑی اور تھکا دینے والی جنگ ثابت ہوگئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کا افغانستان سے جانا یا یہیں رہنا اس کے ارادے پر نہیں بلکہ مجاہدین کے ارادوں پر منحصر ہے، اگر مجاہدین کے عزائم اور حوصلے یونہی رہے تو پھر امریکہ کا یہاں رہنا ممکن نہیں اور اگر خدانخواستہ مجاہدین کے ارادوں میں تنزلزل اور پستی آگئی تو پھر بیشک امریکہ افغانستان میں بلاخوف وخطر قیام کرسکتا ہے کہ اور تو کوئی ہے نہیں جو انہیں آنکھیں دکھاسکے۔

لیکن تمام مغربی قوتیں بشمول امریکہ یہ بات بخوبی جانتی ہیں کہ مجاہدین کے ارادے آج بھی اسی طرح مضبوط اور پختہ ہیں جس طرح آج سے 12 برس قبل تھے، ان میں ذرہ بھر پستی اور تنزلزل واقع نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ کی اکثریت یہی کہتی ہے کہ یہ جنگ امریکہ کی تاریخ میں طویل، ناکام اور غیر معقول جنگ ہے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بچے مزید اس جنگ میں ضائع ہوں، اوباما کو چاہئے کہ وہ اب جلد از جلد افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلائے۔

او، آر، سی اور سی، این این ٹیلی وژن کی تازہ ترین سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ 82 فیصد امریکی افغانستان میں فوج کشی کے مخالف ہیں واضح رہے کہ یہ تعداد پانچ برس قبل ہونے والی سروے سے 46 فیصد زیادہ ہے۔ سی این این کی اس سروے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ افغانستان میں امریکی فوجی کارروائیاں امریکیوں کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ اور امریکیوں کی کثیر تعداد اس بات کی خواہاں ہے کہ 2014 کے اختتام سے پہلے ہی امریکی فوجیں افغانستان سے نکالی جائیں۔ سروے ٹیم کے سربراہ کیٹنگ ہولنڈ نے کہا ہے کہ جتنی مخالفت افغان جنگ کی گئی ہے اس قدر مخالفت عراق اور ویتنام کے جنگوں میں بھی نہیں کی گئی تھی۔

امریکی حکومتی اہلکار کہیں اور سے نہیں آئے بلکہ انہی امریکی عوام سے منتخب کئے گئے ہیں اس لئے امریکی حکومت اور عوام کے سوچ اور ارادوں میں کوئی تضاد اور دوری نہیں ہے۔ امریکی حکومت نے جب اپنے مذموم مقاصد اور اہداف کے لئے افغانستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو امریکی قوم نے اس پر کسی قسم مخالفت کا اظہار نہیں کیا بلکہ وہ بھی اس پر خوش تھے کہ اس طریقے سے امریکی عزائم پورے اور اہداف حاصل ہوجائیں گے۔ افغانستان پر قبضہ کے بعد مظلوم، نہتے اور کمزور مسلمانوں پر جب امریکیوں نے ظلم کی انتہا کردی تب بھی امریکی عوام نے اپنی فوج کو لگام ڈالنے کی کوشش نہیں کی اور اس بارے میں حق بولنے کی زحمت گوارہ نہ کی۔ اب جو امریکی عوام افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا مطالبہ کر رہی ہیں تو اس لئے نہیں کہ انہیں غریب عوام پر ترس آگیا ہے اور افغان قوم کے لئے محبت اور ہمدردی کے جذبات ان کے دل میں پیدا ہوگئے ہیں...... نہیں بلکہ انہیں اپنے بچوں سے ہمدردی ہے، وہ مزید اپنے بچوں کو اس جنگ اپاہج، نفسیاتی مریض اور جہنم کا ایندھن بنتے نہیں دیکھ سکتے۔

امریکی عوام کو یقین ہوگیا ہے کہ اس جنگ کو جیتنا اور اپنے اہداف کے حصول کو ممکن بنانا ناممکن ہے جبکہ جانی اور مالی نقصانات میں آئے روز اضافہ ہوتا جارہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسے دوراز کار جنگ کو خیر باد کہہ دیا جائے۔

امریکی عوام کا اپنی حکومت سے یہ مطالبہ درحقیقت ایک معقول اور بجا مطالبہ ہے، حکومت کو چاہئے کہ اس کو عملی جامہ پہنائے اور اس امید سے ہاتھ دھولے کہ کابل کے کٹھ پتلی ادارے کے ساتھ سٹریٹجک معاہدہ پر دستخط کرنے اور چند بڑے اڈوں میں کچھ فوجی باقی رکھنے سے اپنے مذموم مقاصد اور اہداف کو حاصل کرلے گا... ایں خیال است و محال است و جنون

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے لائحہ

(قسط نمبر10)

گذشتہ سے پیوستہ : قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول وضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہاہے۔ قسط نمبر 10 ملاحظہ فرمائیں۔

آٹھواں حصہ

تعلیم وتربیت کے حوالے سے:

59۔ تعلیم وتربیت کے حوالے امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں تعلیمی کمیشن کے پروگرام اور اصولوں کے مطابق عمل کیا جائے ۔ صوبائی اور ضلعی ذمہ دار تعلیمی امور کو آگے بڑھانے کے لیے اس کمیشن کے پروگرام اور روڈمیپ کے مطابق کام کریں گے۔

حصہ نہم: این جی اوز اور دیگر کمپنیوں اور رفاہی اداروں کا کنٹرول اوران کانظم وضبط

60۔ صوبائی ذمہ داران این جی اوز اور دیگر رفاہی اداروں اور کمپنیوں کے امور کے سلسلے میں اسی مقصد کے لیے بنائے گئے کمیشن کی ہدایت کے مطابق کام کریں گے ۔ البتہ کمیشن اس بات کا مکلف ہے کہ مذکورہ صوبے کے صوبائی ذمہ دار سے مشورہ کے بعد حکم دے ۔ رائے میں موافقت نہ ہونے کی صورت میں قیادت سے ہدایت لی جائے گی۔ صوبائی، ضلعی اور گروپوں کے ذمہ داران کو این جی اوز اور دیگر رفاہی اداروں کے حوالے سے ازخود فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔

حصہ دہم : صحت

61۔ امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے صحت کا اپنے امور کی انجام دہی کے لیے ایک خاص طریقہ کار ہے۔ مجاہدین کا علاج اسی طریقہ کار کے مطابق ہوگا۔ صحت کے حوالے سے صوبائی نمائندے اس بات کے مکلف ہیں کہ اصولوں کا لحاظ کرتے ہوئے متعلقہ امور میں مذکورہ کمیشن کی ہدایات پر عمل کریں۔

گیارہواں حصہ: عوامی موضوعات

62۔ علاقے کے رہائشی اگر کسی قضیے کے حل کے لیے مجاہدین کو کوئی درخواست پیش کردیں تو گروپ سربراہ کو یہ اختیار نہیں کہ عام لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کرے البتہ صرف صوبائی ذمہ دار، ضلعی ذمہ دار یا ان کے معاون اور نائب کو درخواست گزار کی درخواست پر غور کرنے کی اجازت ہے۔ مذکورہ عہدیدار متعلقہ مراجع کے توسط سے پہلے ثالثوں یا قانونی جرگے کے ذریعے صلح کروائے یا اسے ایسے طریقے سے حل کروائے جو شریعت سے متصادم نہ ہو۔ مصالحت یا ثالثی کا جرگہ میسر نہ ہو تو قضا کی عدالت میں پیش کیا جائے۔ اگر قضا کی عدالت نہ ہو تو جید علماء کی رائے کے مطابق کارروائی کی جائے۔

63۔ امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں جن موضوعات اور دعوں کا فیصلہ ٹھیک طریقے سے ہوچکا تھا موجودہ دور میں ان موضوعات کو پھر سے زندہ کرنے اور اٹھانے پر پابندی ہے۔ اگرچہ ایک فریق اس سے اتفاق نہ کرے۔ کیوں کہ موجودہ حالات کی بہ نسبت اس زمانے میں حالات کی مناسبت سے انصاف زیادہ ممکن تھا۔

64۔ عام لوگوں کے دعوں میں مجاہدین یا ان کے ذمہ داران مداخلت نہ کریں اور نہ کسی فریق کی طرف داری کریں۔ اور نہ کسی ایک فریق کی تائید میں یا واسطہ بننے کے لیے قاضیوں اور عدالتوں تک ان کے ساتھ جائے۔

65۔ صوبائی، ضلعی وگروپ ذمہ داران اور تمام مجاہدین عام لوگوں کی ہلاکت، زخمی ہونے اور ان کی گاڑیوں اور دیگر ذاتی اموال کو ضیاع سے بچانے کے لیے ان کے ساتھ احتیاط برتیں۔ بے احتیاطی کی صورت میں اپنی باری اور حیثیت کے مطابق ہر ایک کو اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ اور جرم کے مطابق ہر ایک کو سزادی جائے گی۔

66۔ اگر کوئی ذمہ دار یا عام آدمی مجاہد کے نام سے فائدہ اٹھا کر عام لوگوں کو نقصان پہنچائے تو اس سے اوپر کا ذمہ دار اس بات کا مکلف ہے کہ اس فرد کی اصلاح کرے۔ اصلاح نہ ہونے کی صورت میں صوبائی ذمہ دار کے توسط سے اسے قیادت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ قیادت اپنی بصیرت کے مطابق اسے سزادیگی اور اگر انہوں نے ضروری سمجھا تو اسے مجاہدین کی صف نکال دیا جائے گا۔

بارہواں حصہ: ممنوعات

67۔ عوام سے اسلحہ جمع کرکے انہیں غیر مسلح کرنے کا سلسلہ تحریک کے ابتداء سے اب تک پوری شدت سے جاری تھا۔ یہ سلسلہ اتنا ہی کافی ہے۔ آج کے بعد سے کسی عام آدمی سے بیت المال کے نام پر یا اسلحہ سے ملک کی صفائی کے نام پر جبری طور پر اسلحہ نہ لیا جائے

68۔ مجاہدین سابقہ حکم کے مطابق سگریٹ نوشی سے انتہائی سختی سے احتراز کریں۔

69۔ بے ریش (وہ نوجوان کم عمری کے باعث جن کی داڑھیاں ابھی نہیں آئی ہیں) انہیں مجاہدین کے رہائشی ٹھکانوں یا عسکری مراکز میں رہائش دینا ممنوع ہے۔

70۔ شریعت مطہرہ کے مطابق انسان کا مثلہ کرنا (کان، ناک اور ہونٹ کاٹ کر مسخ کردینا) سخت منع ہے اس لیے مجاہدین ایسے اعمال سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

71۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کسی سے جبری طور پر عشر، زکات اور چندہ جمع نہ کریں اور اگر زکات یا عشر میں سے کچھ ہاتھ آجائے تو اپنے شرعی مصارف میں انہیں خرچ کرے۔

72۔ مجاہدین لوگوں کے گھروں میں تلاشی نہ لیں اور اگر تلاشی کی سخت ضرورت ہو تو ضلعی ذمہ دار سے اس کی اجازت لیں اور تلاشی کے لیے گاؤں کے امام مسجد اور دو دیگر بڑے افراد کو اپنے ساتھ لے جائیں۔

73۔ پیسوں (تاوان) کے بدلے کسی کو اغواء کرنا جس نام سے بھی ہو ممنوع ہے۔ متعلقہ علاقے کے ذمہ داران سختی سے اس کی روک تھام کریں۔ امارت اسلامیہ کا نام استعمال کرکے اگر کوئی ایسا عمل کرے تو صوبائی ذمہ دار ایسے مجرم کو قیادت کے حکم کے مطابق غیر مسلح کرکے سخت سزادے گا۔

جاری ہے۔.........

جہاد سے ہمارا مطمع نظر صرف اقتدار کا حصول نہیں بلکہ اقتدار کے ذریعے شریعت کے احکام کا نفاذ ہے۔

ہمارے نظام تعلیم میں لڑکیوں کی تعلیم کو وہی اہمیت حاصل ہے جو لڑکوں کی تعلیم کو ہے۔

آئندہ صدارتی انتخابات کے بعد بننے والی حکومت، پارلیمنٹ اور آئین کے ذریعے افغانستان میں غیر ملکی افواج کے قیام کو برقرار رکھنے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔

قاری محمد یوسف احمدی کا روزنامہ "الشرق الاوسط" کو دیا گیا انٹرویو

معزز قارئین!

معروف عربی جریدے روزنامہ "الشرق الاوسط" نے افغانستان کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور موجودہ صورتحال کے تناظر میں امارت اسلامیہ کے ترجمان محترم قاری محمد یوسف احمدی کے ساتھ مفصل انٹرویو کا اہتمام کیا جس میں بعض اہم نکات کی طرف اشارہ کیا گیا اور کابل و واشنگٹن کے درمیان سیکورٹی معاہدہ، آئندہ انتخابات، لڑکیوں کی تعلیم اور غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد ملک کے مستقبل جیسے مسائل پر گفتگو کی گئی

ہم نے موضوع کی اہمیت کو دیکھ کر انٹرویو کا عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا جو اسلامیہ کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں پیش خدمت ہے۔

سوال: طالبان نے لویہ جرگہ کا وہ معاہدہ کیوں مسترد کیا جو افغانستان میں امریکی فوجیوں کی موجودگی سے متعلق تھا؟

جواب: افغانستان میں ایک امریکی فوجی کی موجودگی کا مطلب تمام افواج کی موجودگی ہے اس لئے ہم نے لویہ جرگہ اور مجموعی طور پر سیکورٹی کا مکمل معاہدہ مسترد کر دیا بلکہ جو کچھ بھی افغانستان میں غیر ملکی افواج کی موجودگی کے لئے کیا جارہا ہے ہم اس کو مسترد کرتے ہیں اور کسی صورت بھی اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

سوال: آئندہ برس افغانستان سے غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد ملک میں قیام امن اور استحکام کے لئے آپ کی حکمت عملی اور نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: افغانستان میں عدم استحکام اور بدامنی کا سبب غیر ملکی افواج کا قبضہ اور موجودگی ہے، افغانوں نے تاریخ میں کبھی بھی غیر ملکیوں کو اپنے ملک میں قیام کی اجازت نہیں دی اور اب بھی غیر ملکی قابض افواج کے ساتھ مزاحمت اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک وہ مکمل طور پر افغانستان سے نہیں نکلیں گے اس کے بعد ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا جائے گا جس کے لئے افغانوں نے بیش بہا قربانیاں دی ہیں، ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ افغانستان میں امن اور استحکام غیر ملکی افواج کے مکمل انخلاء سے وابستہ ہے اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔

سوال: آئندہ صدارتی انتخابات کے حوالے سے آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟ کیا آپ استاد سیاف، ڈاکٹر عبداللہ یا کسی اور نامزد امیدوار کی حمایت نہیں کریں گے؟ اور امارت کی جانب سے کوئی امیدوار کیوں نامزد نہیں کیا ہے؟

جواب: دراصل یہی انتخابات اور اس کے بعد منتخب ہونے والی حکومت، پارلیمنٹ اور ملکی آئین کے ذریعے افغانستان میں غیر ملکی افواج کے قیام کو برقرار رکھنے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں، امریکی چاہتے ہیں کہ ان کے زیر سایہ محکوم حکومت کے ذریعے اپنی افواج کو برقرار رکھنے اور اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے راستہ ہموار کریں۔

قابض افواج کی موجوگی میں ہم انتخابات سمیت ہر قسم سیاسی کردار اور سرگرمی سے بائیکاٹ کریں گے اسی وجہ سے ہم انتخابات میں حصہ لیں گے اور نہ ہی کسی اور نامزد امیدوار کی حمایت کریں گے۔

جن امیدواروں کے نام آپ نے ذکر کئے انہوں نے قابض افواج کی یلغار کی حمایت کی ہے اور اب بھی ان کی حمایت میں دلائل دے رہے ہیں اگر انہوں نے اپنے جرائم پر ندامت اور پشیمانی ظاہر نہ کی تو قوم ان کا محاسبہ کرے گی ان کی حمایت کوئی نہیں کرسکتا۔

سوال: آگر آپ [امارت] کو اقتدار ملا یا اقتدار میں شریک ہوگئے تو پھر دوبارہ اسلامی حدود مثلاً زانی کو سنگسار کرنا اور چور کا ہاتھ کاٹنا وغیرہ قائم کریں گے؟

جواب: اسلامی حدود اسلام کے مقدس دین کی بنیاد ہیں، اقتدار کے وقت کسی ایک حکم سے روگردانی اسلام کے تمام احکام سے روگردانی کے مترادف ہے۔ اسلامی احکام کا نفاذ مذہبی حوالے سے باصلاحیت قاضیوں کی جانب سے اس طرح کیا جائے گا کہ معاشرے کے تمام حقائق اور زمینی شرائط کو ملحوظ نظر رکھا جائے گا یعنی ممکنہ طور پر اس میں تساہل، تنازل اور عفو ودرگزر سے کام لیا جائے گا اسلامی احکام کا نفاذ انتقامی طور پر نہیں بلکہ معاشرے میں عدل وانصاف، مساوات اور امن واستحکام کی خاطر اس نیت سے کیا جائے گا کہ یہ الٰہی احکام ہیں نہ کہ ہمارے تراشیدہ قوانین اور انسانی خواہشات۔

شریعت کی نگاہ سے یہ بات درست نہیں کہ کفار کی خوشنودی کے لئے کچھ احکام قائم کریں اور کچھ سے صرف نظر کریں۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کی حکومت کے دوران یہاں اسلامی احکام پر عملدرآمد سے مکمل طور پر امن واستحکام تھا اور معاشرتی جرائم کی کوئی جھلک نظر نہیں آرہی تھی یعنی مثالی امن قائم تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم اور ہماری قوم اسلامی نظام کے بغیر کسی اور نظام کے لئے قطعاتیار نہیں، ہم جہاد بھی اسی مقصد کے لئے کر رہے ہیں، جہاد سے ہمارا مقصد اقتدار کا حصول یا شراکت اقتدار نہیں بلکہ اصل مقصد اسلامی احکام کا نفاذ ہے۔

ہم نے گزشتہ بارہ برس کے دوران غیر ملکی افواج کے ساتھ اسی غرض سے مزاحمت کی اور جہاد کیا، کیا اب ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ ہم ایک ایسا نظام قبول کریں جو اللہ کے دین سے متصادم اور اس کے خلاف ہو؟

ہم ایسا اقتدار چاہتے ہیں اور نہ ہی اس میں شریک ہوسکتے ہیں بلکہ ہم واضح کرتے ہیں کہ مکمل اسلامی نظام کے نفاذ تک ہم جہاد کا مقدس عمل جاری رکھیں گے۔

سوال: کرزئی اس بات بضد ہے کہ انتخابات کے بعد امریکہ کے ساتھ سیکیورٹی معاہدے پر دستخط کیا جائے گا اگر امریکہ اپنی تمام افواج کے انخلاء کی دھمکی پر عملدرآمد کرے تو ملک میں امن کی صورتحال پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ سیکیورٹی معاہدے پر دستخط کرنا یا نہ کرنا اہمیت کی بات نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے ہم امریکہ کے ساتھ نہ انتخابات سے قبل معاہدہ کرنے کے اہل ہیں اور نہ ہی انتخابات کے بعد، امریکہ جانی ومالی نقصانات کے باعث افغانستان سے راہ فرار اختیار کر رہا ہے، ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ تمام قابض افواج ہمارے اسلامی ملک افغانستان سے نکل جائیں، ہم اپنے اسلامی ملک میں غیر ملکی قابض افواج کو کسی قیمت پر بھی اور کسی نام سے بھی یہاں رہنے اور موجودگی کی اجازت نہیں دیں گے اور اس وقت تک ان کے خلاف لڑتے رہیں گے اور مزاحمت جاری رکھیں گے جب تک وہ مکمل طور پر افغانستان سے نہیں

ہم کبھی نہیں چاہتے کہ اپنی اولادوں کو تعلیم کے نام پر دشمن کے حوالہ کریں، دشمن کی کوشش ہوگی کہ وہ حقوق نسواں اور خواتین کی تعلیم کے نام پر ہمارے ملک میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کریں، یہاں انہیں کامیابی کی کوئی چانس نہیں۔

ہمیں اس بات پر شک نہیں کہ ہمارے ملک یا دیگر اسلامی ممالک میں اقوام متحدہ کی کاوشوں کے پیچھے نیک ارادے ہیں، انجیلا جولی اگر واقعی اچھی نیت سے ہمارے عوام کی خدمت کررہی ہیں تو وہ ہمارے عوام اور معاشرے کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اپنے ارادوں کا اظہار یوں کریں کہ اپنے ملک کی قابض افواج کو اس بات کا باور کرائیں کہ ہمارے عوام کو فوج کشی کے نقصانات کا ازالہ کرکے بدلہ دیں تاکہ اس کے ذریعے ہمارے عوام نہ صرف ملک کی تعمیر نو کریں بلکہ ملک کے طول وعرض میں تعلیمی ادارے کھول دیں۔

نکلیں گے، اس ظالم وجابر دشمن کے ساتھ سیکورٹی معاہدے کی کیا ضرورت اور کیا حیثیت ہے جس نے ہمارے ملک کو تاراج کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

سوال: اچھا لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟ اب آپ کے حوالے سے یہ پروپیگنڈہ ہو رہا ہے کہ تمہارے مزاحمت کاروں نے لڑکیوں کے درجنوں اسکول جلا دیئے ہیں؟

جواب: افغانستان کے مستقبل کی ترقی تعلیم کی بدولت دینی وعصری علوم کے مشترک نظام سے ممکن ہے کیونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم پر ہمیں عبور حاصل نہیں یہی وجہ ہے آج ترقی یافتہ ممالک ہمارے ملک پر فوج کشی کر رہے ہیں جو ہمارے ملکی سلامتی اور عدم استحکام کے لئے خطرہ بن چکے ہیں۔ ہم ایک ایسا تعلیمی نظام متعارف کرانے کی کوشش کریں گے جو دینی وعصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہو تاکہ ہم قلیل وقت میں اپنی نئی نسل کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ برابر کر سکیں اور اس طریقے سے ہم اپنے ملک کا نام ونشان دنیا میں علم اور تمدن کے حوالے سے بلند کر دیں، ہم چاہتے ہیں کہ تعلیم کے شعبے میں تعلیمی نظام کی ترقی کے لئے ایک ایسا نظام قائم کریں جو ہمارے ملک اور معاشرے کے تقاضوں کے مطابق ہو، ایک ایسا نظام جو مستقبل میں ہمارے ملک پر یلغار کی صورت میں ہمارے عوام دشمن کی نظریاتی جنگ کے اثرات سے محفوظ رہے، وہ قومیں جو ماضی میں بھی ہماری قربانیوں اور قوم کی مزاحمت کی بدولت نیس ونابود ہوئیں اور آج بھی تباہی کے دہانے پر کھڑی ہیں۔

عورت معاشرے کا آدھا حصہ ہے اور اسلام نے معاشرے میں اس کے اپنے حقوق متعین کئے ہیں، مرد اور عورت کے درمیان رابطہ کا ایک ایسا نظام بنایا ہے جو معاشرے کی تشکیل اور ترقی کا دارومدار اس پر منحصر ہے، اسی وجہ سے معاشرے میں دونوں کا اپنا ایک کردار ہے لیکن اصل مقصد دونوں کا ایک ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں انسانی سعادت ہے۔

اسی وجہ سے ہمارے تعلیمی نظام میں لڑکیوں کی تعلیم کو وہ مقام اور اہمیت حاصل ہے جو لڑکوں کی تعلیم کو حاصل ہے، دراصل بنیادی مسئلہ لڑکیوں کی تعلیم کا نہیں بلکہ مسئلہ تعلیمی نصاب کا ہے جو پہلے روس اور امریکہ کی جانب سے بنایا ہوا نصاب ہے جس کے ذریعے وہ ہماری نئی نسل کی فکری اور نظریاتی تحریف کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے دو اہم نقطے ہمارے سامنے ہیں:

پہلا یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں کچھ ایسے مواد بھی شامل ہیں جو ہمارے اسلامی احکامات سے متصادم ہیں اور وہ کسی صورت بھی ہمارے لئے قابل قبول نہیں۔

دوسرا یہ ہے کہ نصاب کے حامی اساتذہ ہیں جو اس نصاب کی آڑ میں ہماری نئی نسل کو غلط تربیت دے رہے ہیں اور بچوں کی ذہنی تخریب کا سبب بن رہے ہیں، اسی وجہ سے ہماری نئی نسل مستقبل میں مشکلات سے دوچار ہو سکتی ہے۔

قابض افواج کی مرضی سے بنا ہوا نصاب ہماری کامیابی اور ترقی کا سبب نہیں بن سکتا بلکہ یہ نصاب ہماری نئی نسل کے عقائد پر حملہ تصور کیا جائے گا، یقیناً اس نصاب سے ہمارے بچوں کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور عقیدے کی تبدیلی اور خرابی کے لئے انہیں غلط تربیت دی جائے گی تاکہ وہ نظریاتی اور تہذیبی لحاظ سے استعماری قوتوں کے آلہ کار اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے کارآمد ثابت ہو سکیں۔

اسی وجہ سے ہم قابض دشمن کے ہاتھوں بننے والے نصاب کو ان کی نظریاتی یلغار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہاں، کبھی کبھی کچھ علاقوں میں مخصوص حالات کے تناظر میں تعلیمی ادارے تباہ کئے جاتے ہیں لیکن وہ تعلیمی ادارے کی حیثیت سے نہیں بلکہ قابض افواج اور ان کے حواری ان تعلیمی اداروں سے فوجی اڈے کے طور پر کام لیتے ہیں اور مورچوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور یا ان اداروں سے مذہبی بے راہ روی کا کام لیا جاتا ہے۔ ہم تعلیم کے بھرپور حامی ہیں کیونکہ ہمارے رب نے ہمیں تعلیم کے حوالے خصوصی پیغام دیا ہے اور اسلام کی ابتدائی تعلیم کا آغاز بھی اقراء سے ہوا تو ہم کیسے تعلیم کے خلاف ہو سکتے ہیں؟

ہم صرف اس تعلیم کے خلاف ہیں جو دین اسلام کے خلاف استعمال ہو کر ہماری نئی نسل کی بے راہ روی اور نظریاتی تباہی اور غلط تربیت کا سبب ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کی صحیح تربیت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہم مطلق تعلیم کے مخالف ہیں یہ جھوٹ اور دشمن کا گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے جو اس طریقے سے وہ اپنے مظالم سے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لئے وقتاً فوقتاً پروپیگنڈہ کرتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں تعلیم مرد وعورت دونوں پر فرض ہے اس لئے ہم علم، مدارس اور اسکولوں کے حامی ہیں مخالف نہیں۔

سوال: کچھ افغانوں، خواتین اور بالخصوص وہ عورتیں جو پارلیمنٹ کے ممبر ہیں انہیں یہ تشویش لاحق ہے کہ اگر طالبان دوبارہ برسر اقتدار آگئے تو ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جو طالبان کے گزشتہ دور اقتدار میں، آپ انہیں کس طرح مطمئن کرسکتے ہیں؟

جواب: ہمیں جو سنگین مسئلہ مستقبل میں درپیش ہوگا وہ عوام کی وحدت اور اتفاق کو برقرار رکھنا ہے، ہماری وحدت ہماری تمام کامیابیوں کی ضمانت ہے، وہ کامیابی جو اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے اور افغانوں نے لاکھوں شہداء کی قربانیاں اسی مقصد کے لئے دی ہیں۔

موجودہ صورتحال میں ہمارا دشمن جو پروپیگنڈہ کررہاہے اس کا مقصد ملکی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے، ان خدشات کی کوئی حقیقت نہیں یہ صرف دشمن کی جانب سے پیدا کردہ ہیں، ہماری کوشش ہوگی کہ ہم اپنے عوام کو اطمنان دلادیں تاکہ دشمن کا یہ پروپیگنڈہ غیر موثر ثابت ہوجائے اور ہماری وحدت بھی برقرار رہے۔

قابض افواج کے انخلاء کے بعد یہاں ایک ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے گی جس میں معاشرے کے تمام طبقات اور افراد کے حقوق محفوظ ہو، جوکچھ بھی ہوگا عدالت کے ذریعے ہوگا اور اس میں عفو کا رجحان زیادہ ہوگا، کسی کے ساتھ انتقامی کارروائی نہیں ہوگی، ہم آج ہی ان تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں جنہوں نے قابض افواج کو مدد فراہم کی اور آج بھی ان کے ساتھ کھڑے ہیں وہ اپنے کردار پر پشیمانی ظاہر کرکے اپنے عوام کے ساتھ شانہ بشانہ جدجہد میں شامل ہوجائیں، ہمارا یہ مطالبہ ان تمام افراد سے ہے جو قابض افواج کے حامی ہیں خواہ وہ پارلیمنٹ کے اراکین ہوں یا خواتین ممبرز ہو، ہم انہیں کہتے ہیں کہ قابض افواج کے انخلاء کے بعد ملک خانہ جنگی کا شکار نہیں ہوگا بلکہ خود مختاری کے حصول کے ساتھ ترقی کرے گا۔

قابض افواج کے انخلاء کے بعد ملک میں شرعی نظام قائم کیا جائے گا جس میں تمام افراد کے حقوق محفوظ ہوں گے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، ہم اپنے عوام کے لئے جنگ لڑرہے ہیں، خود داریت چاہتے ہیں، حصول آزادی کے لئے جدجہد کررہے ہیں، انہی کی خاطر قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں انہیں بھی ہم پر اعتماد کرنا چاہیے دشمن کے پروپیگنڈے پر تشویش کا اظہار نہ کریں۔

سوال: آپ کے بچے سرکاری اسکولوں میں پڑھ رہے ہیں یا دینی علم حاصل کرنے کے لئے مدرسوں میں زیر تعلیم ہیں؟

جواب: ہم اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں مقامی لوگوں کو اپنی استطاعت کے مطابق تعلیم سمیت مختلف شعبوں میں سہولیات فراہم کررہے ہیں، ہمارے تعلیمی نصاب میں اسلامی مضامین فقہ، عقائد اور حدیث شامل ہیں کیونکہ موجودہ صورتحال میں جہاں ہم جہاد میں مصروف ہیں ان علوم کی ضرورت ہے اور یہی تعلیم مقامی لوگوں کو بھی قابل قبول ہے، یہاں تک کہ جو لوگ ان علاقوں میں رہتے ہیں جہاں دشمن کا کنٹرول ہے وہ بھی اسی نصاب کے حامی ہیں۔

ہمارے مسلم معاشرے میں اسلام اور اسلامی تعلیم کے علاوہ کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں یہاں تک کہ اسی دین کے دفاع کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کررہے ہیں، یہی قربانیاں اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں اور انہی قربانیوں کی بدولت دنیا میں فاتح بن کر ابھر رہے ہیں لیکن دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم نے نصاب میں ان ضروری مضامین کو جن کی ہمارے معاشرے میں ضرورت ہے بھی شامل کرلیا اور ہمارے بچوں اور ہمارے عوام کے بچوں میں کوئی فرق نہیں اگر عوام اپنے اور ہمارے بچوں کی تعلیم کے درمیان فرق محسوس کریں تو پھر وہ کہاں ہمارے ساتھ دیں گے اور اگر عوامی حمایت ہمیں حاصل نہ ہوتی تب ہم کہاں دشمن کو حران کن شکست دے سکتے اور فتح حاصل کرسکتے، سو ہمارے بچے وہی تعلیم حاصل کررہے ہیں جو عوامی لوگوں کے بچے حاصل کررہے ہیں اور وہ اپنے عوام کے بچوں کے ساتھ ایک جگہ اسلامی تعلیم کے حصول کے ساتھ عصری تعلیم پر بھی عبور حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: وزارت تعلیم کے ترجمان امان اللہ امان کا کہنا ہے کہ گیارہ صوبوں میں ۵۵۰ سرکاری تعلیمی ادارے بدامنی کے باعث بند ہوچکے ہیں آپ اس حوالے سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: ممکن ہے کہ ملک میں بند ہونے والے تعلیمی اداروں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ جن علاقوں سے قابض افواج نکل چکی ہیں وہاں سے کرزئی حکومت کے اہلکار بھی جارہے ہیں اور ان علاقوں میں وہ اپنے تمام مراکز اور تعلیمی ادارے بند کررہے ہیں کیونکہ وہ صرف ان علاقوں کو پرامن قرار دیتے ہیں جہاں قابض افواج موجود ہیں۔

تعلیمی اداروں کی بندش کی دوسری بڑی وجہ کرزئی حکومت میں رشوت ستانی اور کرپشن کا بڑھتا ہوا رجحان ہے جس کے باعث تمام سرکاری ادارے سنگین مشکلات اور تباہی سے دوچار ہیں اور اب قابض افواج کی واپسی

کادور شروع ہوچکاہے توکرزئی حکومت کے تمام اداروں بشمول وزارت تعلیم نے ہر جگہ بد امنی کا بہانہ بناکر اپنی سرگرمیاں معطل کردی ہیں اور اس کے لئے بجٹ میں مختص رقم سے خسارہ پورا کررہاہے۔

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کی بندش کی وجہ علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول نہیں بلکہ کرزئی حکومت کی نااہلی، رشوت ستانی اور کرپشن ہے۔

سوال: آپ افغانستان میں اقوام متحدہ کی سفیر انجیلاجولی کی کوششوں کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں جنہوں نے افغانستان اور بالخصوص کابل میں لڑکیوں کی تعلیم اوران کے تعلیمی اداروں سے متعلق خاصی دلچسپی لی؟

جواب: ہم کبھی نہیں چاہتے کہ اپنی اولادوں کو تعلیم کے نام پر دشمن کے حوالہ کریں، دشمن کی کوشش ہوگی کہ وہ حقوق نسواں اور خواتین کی تعلیم کے نام پر ہمارے ملک میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کریں، یہاں انہیں کامیابی کی کوئی چانس نہیں۔

ہمیں اس بات پر شک نہیں کہ ہمارے ملک یادیگر اسلامی ممالک میں اقوام متحدہ کی کاوشوں کے پیچھے نیک ارادے ہیں، انجیلاجولی اگر واقعی اچھی نیت سے ہمارے عوام کی خدمت کررہی ہیں تووہ ہمارے عوام اور معاشرے کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اپنے ارادوں کا اظہار یوں کریں کہ اپنے ملک کی قابض افواج کو اس بات کا باور کرائیں کہ ہمارے عوام کو فوج کشی کے نقصانات کا ازالہ کرکے بدلہ دیں تاکہ اس کے ذریعے ہمارے عوام نہ صرف ملک کی تعمیر نو کریں بلکہ ملک کے طول وعرض میں تعلیمی ادارے کھول دیں۔

سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں[جو شخص علم اور آگاہی کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اصلاح کے بجائے فساد کا سبب بنتاہے] کیا یہ پیغام القاعدہ تنظیم کے کردار پر سوالیہ نشان نہیں؟۔ کیا القاعدہ اور طالبان کے درمیان تعلق برقرار ہے یا ختم ہوا؟

جواب: طالبان کی اسلامی تحریک کی تاسیس سے قبل کچھ پرانے عرب مجاہدین افغانستان میں اس لئے موجود تھے کہ انہیں اپنے ممالک میں رہنے کے لئے سہولیات میسر نہیں تھیں، امارت اسلامیہ نے بھی اپنی دور حکومت میں اسلامی اور انسانی ہمدردی کے تحت انہیں افغانستان میں قیام کرنے اور دشمن کے حوالہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا تاہم یہ فیصلہ دشمن کی جانب سے افغانستان پر فوج کشی کا سبب بنا۔ اب انہیں عرب دنیا میں حالیہ شورش اور نئی لہر کے بعد اپنے ممالک میں رہائش اختیار کرنے کا موقع ملا اس لئے سب وہاں چلے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے قول میں سچے ہیں ہم بھی خود کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں اور اس حوالے سے تعلیمی کاوشوں کی تفصیل آپ کے سامنے پہلے پیش کی، ہم تمام ممالک بالخصوص اسلامی ممالک کے ساتھ اچھے روابط اور تعلقات کے خواہاں ہیں۔ ہم ایسے پروگراموں میں مصروف ہیں جو ہمارے اپنے ملک اور مجموعی طور پر اسلامی امت کے لئے مفید ہے۔

سوال: امارت اسلامیہ کے معاون سربراہ ملاعبدالغنی برادر کو پاکستان کی جانب سے نظر بند کرنے پر آپ کا ردعمل کیاہے؟

جواب: ہم اللہ تعالی سے دعاگوں ہیں کہ ہمارے تمام قیدی مجاہدین ہم اس حال میں دیکھیں کہ وہ دشمن کے خلاف عوام کے ساتھ مزاحمت میں شریک ہوں گے۔

ہمارے ہمسایہ ممالک بالخصوص پاکستان کو چاہیے کہ وہ افغانستان کے استحکام اور اچھے روابط قائم کرنے کے لئے اپنی پالیسیوں کا جائزہ لیں، امریکی یلغار کا وقت اب ختم ہونے والاہے، امریکی افغانستان اور خطے سے ضرور نکل جائیں گے، جو بھی امریکہ سے امید وابستہ کررکھے گا وہ نقصان اٹھائے گا، افغان عوام نے خطے میں اپنا مقام پایاہے اور مستقبل میں بھی برقرار رہے گا، ہمسایہ ممالک سمیت تمام دنیا کو چاہیے کہ وہ افغان عوام کے ساتھ اسٹریٹیجک مواقع کو مدنظر رکھ کر مستقل بنیادوں پر تعلقات استوار کریں حادثاتی طور پر چند روز کی پالیسی ترک کردیں۔

سوال: کیا کوئٹہ شوری امارت اسلامیہ کے موجودہ سیٹ اپ کی تشکیل ہے؟

جواب: میرے علم کے مطابق کوئٹہ پاکستان کے ایک شہر کا نام ہے، ہماری جدوجہد اور مزاحمت کو دوسروں سے منسوب کرنے کے لئے دشمن کی جانب سے اس طرح گمراکن پروپیگنڈہ رچایاجارہاہے ورنہ امارت اسلامیہ کے سیٹ اپ میں کوئٹہ شوری کے نام سے کوئی خاص ادارہ یا تشکیل نہیں ہے۔

***

عظیم مجاھد ڈاکٹر نصیر الدین شہید کی حیات جاوداں پر ایک نظر

لکھے عبدالرؤف حکمت

شہادت:

زندگی اللہ کی امانت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے، انسان کی پیدائش ایسی بے ہودہ اور بے مقصد نہیں اور نہ زندگی کی نعمت، عقل، حواس اور جسم کے اعضاء انسان کو بے مقصد عطاء کیے گئے ہیں۔ بلکہ یہ سب اللہ تعالی کی جانب سے امانت ہیں تاکہ اللہ کا مکلف بندہ یہ ساری نعمتیں اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق استعمال کرے۔

انسانی جان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اسے بے فائدہ اور حقیر مقاصد کے لیے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ انسانی زندگی کی قیمت اللہ کی رضاء کے علاوہ میں ہر چیز سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کی رضاء کے علاوہ دوسرے مقاصد میں زندگی گذارنا یا زندگی قربان کرنا نعمت الہی کی ناشکری سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ امانت کی رعایت اور نعمت کی شکر گزاری بڑے اور اچھے صفات حسنہ میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی کی راہ میں زندگی گذارنا اور پوری امانتداری سے اس بڑے الہی نعمت (زندگی) کو منعم ذات کے حوالے کر دینا دینی لحاظ سے انتہائی محبوب اعمال میں سے سمجھا جاتا ہے۔

اللہ کی راہ میں زندگی قربان کرنے کو شہادت کہا جاتا ہے۔ وہ جسے اللہ تعالی نے موت نہیں کہا بلکہ ایسی عالیشان زندگی کہا جس کا ادراک انسانوں کے کمزور عقلوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ وہی زندگی ہے جس کی تمنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے بار بار کی۔

"لوددت أن أغزو في سبيل الله ثم أقتل ثم أغزو ثم أقتل... الی اخرہ"

یہ وہی زندگی ہے جس پر اللہ کے محبوب انبیاء جیسے پیغمبروں، صحابہ کرام، تابعین، صدیقین، اولیاء، مجتہدین، مجاہدین اور علماء نے بجا طور پر فخر کیا۔

شہادت کے فلسفے کے اخروی اور دنیوی حیثیت پر بات کی جائے تو شاید یہ بحث بہت زیادہ لمبی ہو جائے آج ہم اس عظیم سفر سے بہرہ مند ہونے والے ایک عظیم مجاہد سے گفتگو کریں گے۔

یہاں اس عظیم مجاہد کا تعارف کرائیں گے جو نہ صرف خود شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوگئے بلکہ ان کے خاندان کے درجنوں افراد گذشتہ چند سالوں میں شہادت کی عظیم سعادت سے بہرہ مند ہوگئے۔ مشرقی و مغربی فرعونیت کو شکست سے دوچار کرنے والے مولوی جلال الدین حقانی کے لخت جگر ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کا ذکر کریں گے جنہوں نے کچھ عرصہ قبل شہادت کا جام پیا۔

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی شہید

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی عظیم مجاہد مولوی جلال الدین حقانی کے بڑے صاحبزادے تھے جن کی ولادت 1356ھ ش میں پکتیا کے ضلع زدران کے گاؤں کنڈو میں ہوئی۔ ان کا تعلق پشتونوں کے قوم زدران کی ایک شاخ میزئی کے سلطان خیل قبیلے سے تھا۔ انہوں نے ایک دیندار اور علم دوست خاندان میں آنکھ کھولی۔

نصیر الدین حقانی ایک سال کے تھے، جب افغانستان میں کمیونسٹوں نے بغاوت کر کے اقتدار کی لگامیں پکڑ لیں۔ اس وقت ان کے والد مولوی جلال الدین حقانی جنہوں نے اس سے پہلے کمیونسٹ نظریات کے خلاف مزاحمت شروع کی تھی جہادی تحریک کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے پکتیا اور پکتیکا کے دور افتادہ علاقوں میں کمیونسٹ انتظامیہ کے خلاف عسکری آپریشن کا آغاز کر دیا۔

کمیونسٹوں کے مظالم اور سوویت یونین کی جارحیت سے نجات کے لیے افغان عوام کی مکمل ہجرت کے وقت حقانی صاحب کے خاندان نے بھی ڈیورنڈ لائن پار کر کے پاکستان کی جانب ہجرت کی اور شمالی وزیرستان میران شاہ میں سکونت اختیار کی۔ نصیر الدین حقانی نے اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم جامعہ دارالعلوم منبع الجہاد میں مکمل کی اور دورہ حدیث بھی یہیں سے کیا۔ عصری تعلیم بارہویں کلاس تک انجمن القرآن کالج میں مکمل کرنے کے بعد میڈیکل کے شعبے میں چلے گئے۔ مگر امریکی جارحیت کے باعث طب کے شعبے میں انہیں اپنی تعلیم

ادھوری چھوڑنی پڑی۔

نصیر الدین حقانی انتہائی کم عمر تھے جب اپنے والد کے ساتھ کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کرنے جاتے۔ وہ جہادی ماحول میں بڑے ہوئے۔ ان کی پرورش اپنے مجاہد باپ کے رہنمائی اور ان کے سائے میں ہوئی۔ اور یہی وجہ تھی کہ زندگی کے آخری ایام تک ناقابل شکست مجاہد کی طرح اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی جنہوں نے دینی وعصری علوم متوازی طور پر پڑھے تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں بڑا علمی استعداد عطا کیا تھا۔ انہیں مادری زبان پشتو کے علاوہ چار دیگر زبانوں (عربی، فارسی، اردو، انگلش) پر عبور حاصل تھا۔

امریکا کے خلاف جہاد کے آغاز کے ساتھ ہی ڈاکٹر نصیر الدین حقانی نے ایک فعال اور متحرک جہادی رہنما کی حیثیت سے امریکی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ اس پورے عرصے میں امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے اجلاسوں میں وہ جلال الدین حقانی صاحب کے نائب کی حیثیت سے شرکت کرتے رہے۔ جہادی تشکیلات کے مختلف عسکری اور عوامی شعبوں میں اپنی خدمت جاری رکھی۔ یہاں تک کہ 11.11.2013 کو بزدل دشمن نے ایک دہشتگردانہ حملے میں انہیں شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی، حقانی خاندان کے آخری شخص ہیں جسے عالمی کفر کے حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ اگرچہ ان کی شہادت جہاد کی صفوں کے لیے ایک بڑا نقصان ہے مگر ان کے خاندان کے لیے یہ کوئی فوق العادۃ واقعہ نہیں۔ کیوں کہ حقانی خاندان نے اب تک جو کردار ادا کیا ہے افغانستان اور اسلامی دنیا کی سطح پر اس خاندان کو غازیوں اور شہداء کا خاندان کہا جاسکتا ہے۔ محض امریکی جارحیت کے خلاف جاری حالیہ جہاد میں اس خاندان کے خواتین، بچوں اور مردوں سمیت شہداء کی کل تعداد 58 افراد تک پہنچ گئی ہے

ڈاکٹر نصیر الدین کی شہادت پر رد عمل:

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کی شہادت کے بعد ان کی شہادت کے حوالے سے مختلف رد عمل سامنے آئے ہیں۔ ایک طرف دنیا بھر سے ان کے بارے میں ہمدردی کے پیغامات آئے جن سے ان کے بارے میں مسلمانوں کی محبت اور عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف دشمن کی جانب سے ہونے والی وضاحتوں اور تبصروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دشمن کی آنکھوں میں کس قدر خار بنے ہوئے تھے اور عالمی کفر کے خلاف کس قدر متحرک مجاہد تھے۔

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کی شہادت کے حوالے سے پہلا پیغام امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری کا تھا۔ رہبری شوری کے تعزیتی پیغام میں آپ نے پڑھا ہوگا: "انتہائی افسوس کے ساتھ یہ خبر ملی ہے کہ امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن اور معروف جہادی وعلمی شخصیت محترم مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر نصیر الدین حقانی تقبلہ اللہ دشمن کے ایک بزدلانہ دہشتگرد حملے میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امارت اسلامیہ ڈاکٹر نصیر الدین حقانی رحمہ اللہ کی شہادت پر ان کے والد امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن جہادی وعلمی شخصیت محترم جلال الدین حقانی حفظہ اللہ، شہید کے بھائیوں، ان کے قابل قدر خاندان اور امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین سے تعزیت کرتی ہے۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان کے لیے جنت کے طلب گار ہیں۔ اسی طرح رشتہ داروں کے لیے بھی اللہ کی دربار سے صبر جمیل اور اجر عظیم کے خواستگار ہیں۔

جہاد کی راہ میں ان کی کوششیں زیادہ قابل قدر ہیں۔ شہید ڈاکٹر نصیر الدین حقانی رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخر تک جارحیت کے خلاف مزاحمت کے میدان میں مصروف عمل رہے۔ دشمن کے لیے ان کی بہادری اور ان کا فعال کردار ناقابل برداشت تھا۔ واقعتاً ان کی شہادت امارت اسلامیہ اور پورے افغانستان کے لیے ایک نقصان عظیم ہے"۔

ڈاکٹر نصیر الدین کی شہادت کے بعد دشمن نے بھی اس مسئلے کو میڈیا پر بھرپور طریقے سے کوریج کیا اور اسے اپنی بڑی کامیابی قرار دیا۔ "آزاد یورپ" ریڈیو کے نام سے خصوصی امریکی جارحیت پسند ریڈیو جو آزادی ریڈیو کے نام سے کام کررہا ہے امریکی حکومت کا سرکاری موقف نشر کرتا ہے۔ اس ریڈیو نے کہا کہ نصیر الدین حقانی، حقانی صاحب کی جہادی تشکیلات کی ستون اور مغز تھے۔ جو مختلف عسکری اور مالی امور سنبھالتے تھے۔ دشمن نے ان کی شہادت کو بڑی کامیابی قرار دیا۔ مگر مجاہدین نے اس کے رد عمل میں کہا کہ ان کی جگہ خالی نہیں ہے بلکہ ان کی راہ سنبھالنے والے اور بھی مل جائیں گے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے والد معروف مجاہد مولوی جلال الدین حقانی کی جانب سے ذرائع ابلاغ پر ایک پیغام نشر کیا گیا جس سے دردمند دلوں کو حوصلہ ملا۔ اس پیغام کے سطر سطر میں ایمان، توکل علی اللہ اور صبر کے دریا موجزن نظر آتے ہیں۔ ان کا پیغام حسب ذیل ہے:

بڑے بیٹے کی شہادت پر مولوی جلال الدین حقانی کا خصوصی پیغام:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ الاحزاب ۲۳ -

افغانستان کے مومن اور مجاہد عوام اور صلیبی جارحیت پسندوں سے لڑنے والے مجاہدو!

سب سے پہلے عالیقدر امیر المؤمنین حفظہ اللہ، سرفروش مجاہدین اور خود اپنے آپ کو، راہ جہاد و قربانی کے ایک مجاہد نصیر الدین (حقانی) شہید کی شہادت کی مبارک باد کہتا ہوں۔ اللہ تعالی اپنے دربار میں انہیں شہداء، صدیقین اور صالحین کے جملے میں شامل فرمائے۔ [آمین]

بھائیو! اللہ کی راہ میں شہادت وہ عظیم فخر ہے حضور ﷺ نے اپنی تمام تر فضیلتوں کے باوجود جس کی تمنا کی۔ اور اپنے مبارک احادیث میں شہید کے مقام کی تعریف کی۔

شہادت ایک خاص رتبہ اور سعادت ہے جو صرف اللہ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے۔ شہادت ایک فضیلت ہے جو راہ جہاد کے منتخب مجاہدین کو نصیب ہوتا ہے۔ اور بالاخر شہادت ہی مجاہد کا وہ حقیقی مقصد ہے جس سے وہ اللہ تعالی کی رضا کا مستحق ٹھہرتا ہے جس کے بدلے جنت الفردوس کی دائمی نعمتوں سے اسے نوازا جاتا ہے۔

مسلمان مجاہد عام! آج ہمارے غیور مجاہدین دفاعی محاذوں پر جارحیت پسندوں کے خلاف مصروف عمل ہیں اللہ تعالی نے ان کی شہادتوں اور قربانیوں کی بدولت اس تاریخی مقابلے میں انہیں فتح عطا کی ہے۔ ایسی فتوحات جس نے دشمن کو ان کی تمام تر مضبوط فوجی قوت اور تکنیکی مہارتوں کے باوجود سخت گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے۔ انہیں فرار کی راہ سجھائی نہیں دے رہی۔

بھائیو! جہاد کی راہ قربانیوں اور سرفروشیوں کا راستہ ہے۔ جہادی قربانیوں کا یہ سلسلہ احد کے تاریخی غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے ساتھ شروع ہوا اور چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اب تک جاری ہے۔ ڈاکٹر نصیر الدین شہید بھی اسلامی نظام کی حاکمیت اور اپنے مملکت عزیز کی آزادی کی جنگ کے ایک قابل فخر مجاہد تھے۔ جو بالآخر اپنی تمنا پا گئے۔ اللہ تعالی ان کی شہادت قبول فرمائے۔

ڈاکٹر نصیر شہید ہمارے خاندان کا پہلا شہید نہیں اور نہ ہی یہ آخری شہید ثابت ہوگا۔ بلکہ سارا حقانی خاندان جہاد اور شہادت کا خاندان ہے۔ اللہ تعالی کے نظام کی حاکمیت اور ملک کے سرحدوں کے دفاع میں شہادت پالینا ان کی سب سے بڑی تمنا تھی۔ مجھے خود ملک کے ہر شہید کی شہادت پر یہ رشک آتا ہے کہ کاش شہادت کا یہ تاریخی اعزاز میرے حصے میں ہوتا۔ میں نے اپنی فانی زندگی کا اکثر حصہ اس تمنا میں گزارا کہ کب شہادت کا اعزاز مجھے نصیب ہوگا۔ الحمد للہ ہم اور آپ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان اللہ کی راہ میں شہادت کو اتنا ہی پسند کرتا ہے جتنا کافر لوگ دنیاوی زندگی کی لذتوں اور نعمتوں کو پسند کرتے ہیں

افغان مسلمانو اور عزیز مجاہدو!۔ ہمارے غیور عوام گذشتہ ساڑھے تین عشروں سے اپنے ملک میں اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔ ان کی قربانیاں اور جہاد کی راہ میں ان کا گرا ہوا خون انتہائی قیمتی ہے۔ ہم سب کو ان کے خون کی قدردانی کرنی چاہیے۔ ان کے خون کی قدردانی یہ ہوگی کہ ہم اللہ تعالی کے نظام کی تنفیذ اور روشن اسلامی احکام کی پیروی کریں۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں جہادی صف متحد رکھیں۔ اپنے رہنماؤں کی اطاعت کریں اور اپنے رنجیدہ عوام کی خوشحالی اور امن کے لیے کام کریں۔

بھائیو! کفار سے مقابلے کے میدان میں شہادت ہماری مزید کامیابی کا باعث ہے نہ کہ ہماری ناکامی کا۔ بلکہ ہمارا انحراف، شہداء کے مبارک خون سے خیانت اور مجاہدین کے درمیان تفرقہ بازی ہماری ناکامی کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالی ہمیں اور پوری امت کو اس مہلک مرض سے نجات دلائے۔

والسلام

مولوي جلال الدين حقاني

۱۴۳۵/۱/۱۰ھ ق

۱۳۹۲/۸/۲۲ھ ش – 13/11/2013م

ڈاکٹر نصیر الدین شہید کی شخصیت:

جیسا کہ عربوں کا مقولہ ہے "الولد سر ابیہ"۔ نصیر الدین حقانی بھی ظاہری بناوٹ، شخصیت، فکر اور کردار کے حوالے سے اپنے مجاہد باپ مولوی جلال الدین حقانی صاحب کی زندہ مثال تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں بہت

خوبصورت بارعب چہر عطا کیا تھا۔ اپنے کردار میں وہ انتہائی متواضع اور خاکسار تھے۔ ان کی عاجزی وانکساری کا اندازہ ہر شخص کو پہلی مجلس میں ہو جاتا تھا۔

امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے رکن ایک شخص جو ڈاکٹر صاحب کے انتہائی قریبی ساتھی رہے ہیں نے ان کے متعلق فرمایا "ڈاکٹر صاحب اپنے مجالس میں ہمیشہ انتہائی حوصلے اور پکے استدلال سے اپنی بات پیش کرتے، جو عمر میں ان سے بڑا ہوتا وہ انتہائی ادب سے ان سے پیش آتے۔ انتہائی مؤدب و محترم تھے۔ سیرت کی خوبصورتی کے ساتھ اللہ تعالی نے انہیں ظاہری خوبصورتی اور بہترین صحت مند جسامت سے بھی نوازا تھا۔ ان کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی۔ بے سہارا لوگوں کی مدد اور سخاوت ان کی دائمی عادت تھی۔ فرض عبادتوں کے علاوہ ہمیشہ نفلی عبادات کرتے رہے۔ خوش طبعی ان کی عادت تھی۔ اہم مسائل میں انہیں بہت مہارت حاصل تھی وہ مسائل کو سرسری نگاہ سے دیکھنے کے عادی نہ تھے۔

حقانی قابل رشک جہادی خاندان:

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی، حقانی خاندان کے آخری شخص ہیں جسے عالمی کفر کے حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ اگرچہ ان کی شہادت جہاد کی صفوں کے لیے ایک بڑا نقصان ہے مگر ان کے خاندان کے لیے یہ کوئی فوق العادۃ واقعہ نہیں۔ کیوں کہ حقانی خاندان نے اب تک جو کردار ادا کیا ہے افغانستان اور اسلامی دنیا کی سطح پر اس خاندان کو غازیوں اور شہداء کا خاندان کہا جاسکتا ہے۔ محض امریکی جارحیت کے خلاف جاری حالیہ جہاد میں اس خاندان کے خواتین، بچوں اور مردوں سمیت شہداء کی کل تعداد 58 افراد تک پہنچ گئی ہے۔

یہ صرف امریکی کفر نہیں جس کے مقابلے کے لیے اس خاندان نے شہداء کے لشکر روانہ کیے تھے، بلکہ اس سے قبل سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دور میں بھی اس خاندان نے بہت سے شہداء کی قربانی دی۔

یہ خاندان اس لحاظ سے ایک غیر معمولی اور قابل رشک خاندان ہے جس کے صرف ایک خاندان کے پانچ افراد کے نام امریکی سامراج کے بلیک لسٹ میں شامل ہیں۔

مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کا نام کفار نے جارحیت کے پہلے سال 31 جنوری 2001 میں اسلامی نظام سے وفاداری اور کفر کے سامنے نہ جھکنے کے جرم میں اپنے بلیک لسٹ میں ڈال دیا۔

سراج الدین حقانی کا نام 13 ستمبر 2007 کو بلیک لسٹ میں شامل کیا گیا۔

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کا نام 20 جون 2010 میں بلیک لسٹ میں ڈالا گیا۔

حقانی صاحب کے بھائی حاجی خلیل حقانی کا نام 9 فروری 2011 کو بلیک لسٹ میں ڈالا گیا۔

بدر الدین حقانی شہید کا نام 11 مئی 2011 کو بلیک لسٹ میں شامل کیا گیا۔

امریکی سپر پاور کو آج دنیا کی واحد سپر پاور سمجھا جاتا ہے۔ جو اپنے اس عروج کے دور میں کسی کو بھی اپنے دشمن کی حیثیت سے برداشت نہیں کرتا۔ اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ بر و بحر پر اپنا قبضہ مستحکم کردے۔ امریکہ اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی، عالمی تعاون، اثر اندازی اور اقتصادی طاقت کے ذریعے ایسے مقام تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے سابقہ عالمی رقیب اور ایٹمی قوتیں بھی اس کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہیں۔ اس کی قوت کو باقاعدہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر اس عالمی طاقت کے مقابلے میں افغان عوام کے دیگر مجاہدین کے ساتھ ساتھ حقانی خاندان نے جہاد جاری رکھا ہوا ہے۔ دشمن کا کوئی عسکری دباؤ، پروپیگنڈہ، اعصابی جنگ اور اعصابی حملے ان کے حوصلے پست نہ کرسکے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ بڑے حقانی صاحب کے پاک جہاد اور مخلصانہ موقف کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں بہت بلند استعداد، قوی ایمان، اور عزم عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کی غیر معمولی نصرت اور انعام کے بغیر اس قدر قربانی اور استقامت انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر نصیر الدین کی شہادت سے دشمن کو یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ انہوں نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے اور اس سے جہاد کی صف کو انہوں نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ دشمن کو یاد رکھنا چاہیے کہ شہادت ہمارے راستے کی وہ منزل ہے جس کی تمنا ہر مجاہد رکھتا ہے۔ شہید کا خون اسلام کے اس دمکتے چراغ کے لیے تیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ شہید کا زخم جنگ کی تاریکیوں میں چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے۔ شہادتوں سے مجاہدین کی تعداد میں کمی نہیں آتی بلکہ یہ تعداد اور بڑھتی جاتی ہے کیوں کہ اللہ تعالی کی راہ میں سرمایہ قربان کرنے سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے ہمارا ایمان ہے کہ ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کی شہادت سے جہاد کی صف میں کمزوری نہیں آئے گی اور نہ ہی حقانی خاندان بے کسی کا شکار ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالی ان کا بہترین نعم البدل انہیں عطا فرمائیں گے۔ جو اس سے زیادہ بہتر طریقے سے ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔

رحمہ اللہ تعالی

انگولا: وحشیانہ حکومتی فیصلوں پر اسلامی دنیا کی خاموشی

{حسن مومند}

انگولا جنوبی افریقہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ بحر اوقیانوس کے ساحلوں پر واقع اس ملک کی سرحدیں نیمیبیا، کانگو اور زمبیا سے ملتی ہیں۔ یہاں کا دارالحکومت لوانڈا ہے۔ 2011 میں ہونے والی مردم شماری کے مطابق یہاں کی آبادی 18 ملین ہے۔ یہاں اکثریت پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیوں کی ہے مگر عیسائیوں کے علاوہ یہاں ایک ہزار سے زائد فرقے موجود ہیں۔

مسلمانوں کی تنظیم اسلامک کمیونٹی آف انگولا کی جانب سے ہونی والی مختلف سرویز سے معلوم ہوا کہ یہاں مسلمانوں کی تعداد 5 لاکھ تک پہنچتی ہے۔ جن میں سے اکثریت مقامی لوگوں کی ہے۔ ان میں بہت تھوڑی تعداد لبنانی نژاد مشرقی یورپی باشندے بھی شامل ہیں۔ مگر یہاں کی حکومت قصداً یہاں مسلمانوں کی تعداد کم ظاہر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہاں مسلمان کل آبادی کے صرف 3 فیصد ہیں۔ جن کی کل تعداد 80 اور 90 ہزار تک ہے۔ انگولا گورنمنٹ سرکاری اعداد و شمار میں مسلمانوں کی تعداد اس لیے کم ظاہر کرتی ہے تاکہ یہاں مسلمانوں کی قانونی حیثیت کو ختم کیا جاسکے۔ کیوں کہ انگولا حکومت اس سے قبل مسلمانوں کی قانونی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے یہ قانون پاس کرچکی ہے کہ صرف اس مذہبی فرقے کو اس ملک میں قانونی حیثیت دی جائے گی جس کی تعداد کم از کم ایک لاکھ تک ہو۔

5 لاکھ کا عدد کوئی کم عدد نہیں مگر یہاں کے مسلمانوں کو مسجد بنانے کی اجازت انتہائی مشکل سے دی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اتنا زیادہ ہونے کے باوجود مساجد کی تعداد انتہائی کم تھی۔ اسلام دشمن مسیحی حکومت سے مساجد کی یہ کم ترین تعداد بھی برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے مساجد کو گرادینے کا حکم دیدیا۔ دین کی حیثیت سے اسلام پر پابندی لگادی گئی اور مسلمانوں کے تمام مذہبی امور پر پابندی عائد کردی گئی۔

یوں تو گزشتہ 3 سالوں سے اس ملک میں مسلمانوں کے لیے حالات خراب ہیں۔ انہیں نفرت اور شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ذہنی طور پر تکلیف دی جاتی ہے۔ انہیں پریشان کیا جاتا ہے۔ تعصب اور نفرت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ یہاں کی حکومت اور عوام دونوں بیک زبان کہتے ہیں کہ اسلام کوئی دین یا مذہب نہیں صرف ایک مکتبہ فکر ہے۔

گذشتہ تقریباً ڈیڑھ سال میں وحشی بودھسٹوں کے ہاتھوں برما میں تقریباً 40 ہزار بے گناہ مسلمانوں کا خون ابھی تک برما کی زمین سے صاف نہیں ہوا۔ یہاں لاپتہ ہونے والے 10 ہزار مسلمانوں کا ابھی تک کوئی سراغ نہ مل سکا۔ اجتماعی قبروں کے انکشافات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ صدیوں سے یہاں کے مسلمانوں سے چھینی گئی شہریت بھی ابھی تک انہیں واپس نہیں کی گئی اور نہ ہی یہاں رہنے والے مسلمانوں کو قانونی شہری کا حق دیا گیا۔ یہاں سے جبری طور پر مسلمانوں کو ملک بدر کرنے کا سلسلہ تاحنوز نہیں تھما۔ مسلمانوں کی آباد زمینوں اور غیر آباد جنگلوں پر بودھسٹوں کے قبضے کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔

مظلوم مسلمانوں کے آنسو ابھی خشک نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی ان کی بے بسی کی آہیں تھمی ہیں۔ خونخوار بودھسٹوں کے ہاتھوں تباہ ہونی والی مساجد اور جلائے جانے والے مدرسے آج تک مسلمانوں کی تباہی پر رو رہے ہیں۔ وہ اپنا انتقام چاہتی ہیں۔ یہ ویران سجدہ گاہیں بزبان حال اسلامی دنیا کو جھنجوڑ رہی ہیں۔ ان سے پھر اپنی آبادی اور سابقہ مقام و مرتبہ کی آبادی چاہتی ہیں۔ مگر افسوس اسلامی دنیا مجرمانہ غفلت اور شرمناک خاموشی کا شکار ہے۔ غیور مجاہدین اور دنیا کے دردمند مسلمانوں کے علاوہ حکومتوں کی سطح پر کسی ملک نے برما کے کمزور مسلمانوں کے غم و درد میں شرکت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ افریقا کے ایک کمزور ملک انگولا جسے دنیا ایک باقاعدہ ملک بھی نہیں سمجھتی، نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انتہائی ہٹ دھرمی سے اتنا بڑا اقدام کیا کہ مساجد کو بند کرنے اور بعد ازاں انہیں شہید کرڈالنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے ایک بڑے اور واحد حق مذہب اسلام کو ایک مذہب کی حیثیت دینے سے بھی انکاری ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح کے مذہبی امور سے روکا جارہا ہے۔

3 اکتوبر 2013 کو انگولا حکومت نے اعلان کیا کہ اس ملک میں مسلمانوں کی آمد اور یہاں رہنے کو ہم پسند نہیں کرتے۔ اور نہ ہم یہاں کے مسلمانوں کو قانونی حیثیت دینے پر ہم تیار ہیں۔ حکومت کے اس اعلان کے بعد ملک کے مختلف شہروں میں شہری حکومتوں نے مساجد کو منہدم کرنے کا منصوبہ ترتیب دیا۔ اکتوبر کے اواخر میں جس دن وزیر ثقافت نے اعلان کیا کہ "انگولا میں مساجد کا وجود اب مزید قابل برداشت نہیں ہے۔ اور اسلام (نعوذ باللہ من ذلک) کوئی دین یا مذہب نہیں بلکہ یہ مخصوص فکر رکھنے والوں کا ایک فرقہ ہے

وزیر ثقافت کے اس اعلان کے ساتھ ہی دارالحکومت میں دو مساجد کے علاوہ ملک کی تمام مساجد کو نمازیوں کے لیے بند کر دینے کے بعد انہیں منہدم کرنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ دارالحکومت میں قائم دو مساجد بھی نمازیوں کے لیے بند ہیں۔ یہ دو مساجد بھی اگر قائم ہیں تو اس لیے نہیں کہ حکومت ان کا احترام کرتی ہے بلکہ صرف اس لیے کہ اگر عالمی دنیا میں کوئی اس اقدام کے خلاف آواز اٹھائے تو انہیں یہ دو مساجد دکھائی دی جائیں۔

یہ بات اب سب کے سامنے واضح ہو چکی ہے کہ انگولا افریقا کا وہ غیر مسلم ملک ہے جہاں اسلام انتہائی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اسلام کی اس تیز اشاعت ہی سے عیسائی حکومت اور عوام سخت خوف زدہ ہیں۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ مدارس اور مساجد پر پابندی لگانے سے شاید اسلام کی اشاعت کا راستہ روکا جا سکے گا۔ اس لیے انہوں نے مدارس اور مساجد کے انہدام کا احمقانہ فیصلہ کیا۔ ملک میں اسلام کو غیر قانونی قرار دیا گیا اور مدارس و مساجد کو منہدم کر دیا گیا۔

مسلم سوسائٹی کے ایک رہنما داؤد جاہ کہتے ہیں کہ حکومت اب تک مسلمانوں کے 15 مدارس اور 80 مساجد گرا چکی ہے اور 320 مساجد کو نمازیوں کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔

انگولا حکومت یہ سمجھتی ہو گی کہ مساجد اور مدارس کو شہید کر کے اس ملک میں اسلام کی تیز تر اشاعت روکی جا سکے گی مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ انتہائی احمقانہ اور جاہلانہ فیصلہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر تشدد اور ظلم کر کے کبھی بھی اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکا۔ بلکہ اس سے اسلام مزید پھیلا ہے اور اسے اور ترقی ملی۔ مسلمانوں کی اپنے دین سے محبت میں اضافہ ہوا ہے۔ غافل مسلمانوں میں اور زیادہ دینی بیداری پیدا ہوئی۔ مسلمان اپنے دین کے اور زیادہ قریب ہوئے۔ دینی رہنمائی اور تعلیم کا اہتمام ان میں اور زیادہ بڑھ گیا۔ اور اپنے دین پر مر مٹنے کا جذبہ ان میں اور توانا ہو گیا۔

افغانستان اور افغانستان کی گذشتہ 35 سالہ تاریخ اس کی زندہ مثال ہے۔

روسی یہاں اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے اور اپنے کفری نظریے کمیونزم کے نفاذ کے لیے یہاں آئے تھے اور اس ہدف کے حصول کے لیے انہوں نے افغانوں پر بے انتہاء مظالم کئے مگر اسلام ختم ہوا نہ مسلمان۔ بلکہ سوویت یونین یہاں انتہائی شرمناک شکست وریخت کا شکار ہو کر ختم ہو گیا افغانوں میں دینی ہدایت اور زیادہ بڑھ گئی۔ روحانی طور پر ان کی اسلام سے محبت اور مذہب سے عقیدت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ دین ان کی عملی زندگی میں آ گیا۔ دینی علوم عام ہو گئے۔ جہاد اور ہجرت کا فریضہ زندہ ہو گیا۔ دین کے لیے قربانی دینے کا احساس اور مضبوط ہو گیا۔

اسی طرح امریکا کی قیادت میں صلیبی فوج نے بھی افغانستان میں اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے، اپنے مغربی کلچر اور مغرب کی ننگی تہذیب کی ترویج کے لیے یہاں جارحیت کی۔ مگر گذشتہ 12 سالوں میں کفری لشکر کو شدید نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ کیا مسلسل کوششوں اور کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد اسلام کا خاتمہ ہوا یا مسلمان ختم ہو گئے؟ نہ اسلام ختم ہوا اور نہ مسلمان مٹے، بلکہ دینی اور جہادی جذبہ لوگوں میں اور بھی مضبوط اور توانا ہوا۔ جس نے اب یہاں آئے ہوئے سارے جارحیت پسندوں کو بڑی شکست سے دوچار اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔

اسلام دشمن دنیا اگر یہ سمجھتی ہے کہ غیر مسلم دنیا کے کچھ ممالک میں مسلمان خواتین کے حجاب پر پابندی لگانے، یورپ میں مساجد کے مینار گرانے اور دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کے بے رحمانہ قتل عام اور مساجد کو تالا لگانے اور شہید کرانے سے اسلام ختم ہو جائے گا۔ یا اس کا راستہ روکا جا سکے گا۔ یا اس سے اللہ اکبر کی صدائیں بند ہو جائیں گی۔ تو یہ کفر کا انتہائی احمقانہ خیال اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔

فطرت سے بغاوت کے آخری حدوں کو چھونے والے انسان اب واپس فطرت کی جانب لوٹ رہے ہیں۔ بے راہ روی اور گمراہی کی تاریک راہوں میں پر چلنے والے انسان زندگی میں اطمینان کی نعمت سے پوری طرح بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ انہیں اب خودکشی یا اسلام قبول کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اطمینان اور سکون سے وہ پوری طرح محروم ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں اسلام جگہ پکڑ لے اور انہیں زندگی میں روحانی چین اور سکون میسر آ جائے تو وہ جان دینے پر تو تیار ہوتے ہیں مگر اسلام کی نعمت سے محروم

ہونا نہیں چاہتے۔ صرف اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی عزت اور عظمت میں نہ کبھی کمی آئی اور نہ کبھی آئے گی۔ دین کے روحانی فرزند اس موت میں ہی اپنی اصل زندگی دیکھتے ہیں۔ اس دین کا راستہ کبھی نہیں روکا جاسکا اور نہ کبھی روکا جاسکے گا۔ اللہ اکبر پر پابندی لگانے والوں کو شاید معلوم نہیں کہ دین کے یہ متوالے سو تلواروں کے نیچے اور تختہ دار پر بھی یہ نعرہ نہیں بھولتے۔ اس نعرے کو اور اونچا کرنا جس کے مقصد زندگی میں شامل ہو وہ اس نعرے کو کیسے بھول سکتا ہے۔ جس نعرے کے سامنے پہاڑ اور سمندر بھی بکھر جاتے ہیں اس نعرے کے سامنے وحشی انسانوں کے لشکر کب جم سکیں گے اور کیسے اس پر پابندی لگائیں گے؟

افسوس اس بات کا ہے کہ اس نعرے کو اونچا کرنے کے لئے ابھی مسلمان متحد نہیں ہوئے۔ مسلمان اگر متحد ہوتے تو یہ وحشی درندے پے درپے ہمارے ممالک پر قبضہ نہ کرتے۔ ہمارے لاکھوں بہن بھائی کافروں کی جیلوں میں مظلومیت کی زندگی نہ گزارتے۔ نہ لاکھوں مسلمانوں کا خون دنیا کے کونے کونے میں بہایا جاتا، نہ حجاب کے جرم میں ہماری باعفت بہنوں کو بے احترامی کی جاتی۔ نہ کافر جارحیت پسند تاریک راتوں میں دیوار پلانگ کر داخل ہونے کی جرات کرتے۔ نہ بمباریوں سے ہماری خواتین اور بچوں کے اعضاء ملبوں میں بکھرے نظر آتے۔ نہ کسی کو یہ ہمت ہوتی کہ ہمارے دین پر پابندی لگائے اور نہ مساجد گرانے کی کسی کو جرات ہوتی۔

ہمارا ایمان ہے جس دن مسلمان قوم ایک صالح، خداپرست اور دیندار قیادت کے زیر سایہ جمع ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں گے تو اس نعرے کے جلال سے اٹھنے والی موجیں ہر دشمن کو سیلاب کی جاگ کی طرح بہا کر لے جائیں گے اور شکست وہلاکت کے بڑے غاروں میں پھینک دیں گے۔ پھر انہیں نہ کوئی نجات دہندہ ملے گا اور کوئی جائے پناہ۔ اللہ کے دشمنوں کو شکست دینے کے لیے پوری کائنات مسلمانوں کے ساتھ ہوگی اور ہر شجر و حجر مسلمان کو اللہ کے دشمن کے بارے میں بتائے گا اور اسے قتل کرنے کی دعوت دے گا۔ اس وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند اور تمام خبیث روحیں سجین میں ہوں گی۔

کفر اگر یہ سمجھتا ہے کہ مدارس و مساجد کے گرانے اور مساجد پر پابندی لگانے سے دین کے یہ پروانے دین پر قربان ہونا چھوڑ دیں گے۔ اسلام کے رشد وہدایت کی روشنی ماند پڑ جائے گی اور ایک رب کے سامنے سجدوں کا سلسلہ بند ہو جائے گا تو یہ ان کی حماقت سے بڑھ کر پاگل پن ہو گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ظلم وجبر کے اور بھی طویل سلسلے گزرے ہیں۔ مگر ایک فرعون بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا جو انہیں اسلام سے دستبردار کر سکے۔ اسلام کے یہ حقیقی بیٹے بارود کے دھویں اور گولیوں کی بارش میں سجدہ نہیں چھوڑتے۔ ہتھکڑیوں کی جھنکار اور جیلوں کے حصار میں بھی یہ فرض ادا کرنا نہیں بھولتے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا سے مسلمانوں کے مکمل خاتمے اور قیامت کے قائم ہونے کا وقت نہیں پہنچ جاتا۔

☼☼☼

بقیہ از: آؤ! گھر لوٹ چلیں

دوسری طرف نیٹو افواج کے رکن ممالک کے افغانستان سے دھیرے دھیرے ہونے والے خروج نے دوسری غاصب افواج کے اعصاب شل کرنا شروع کر دیے ہیں۔ خصوصا برٹش آرمی کے مشہورِ زمانہ حوصلوں پر بزدلی کا ایسا بادل برسا ہے کہ انہوں نے دوسری فوجوں کے بہ نسبت طالبان سے ڈرنے کے تمام اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔ بلا شبہ 10 ہزار امریکی میرینز کے علاوہ 6 ہزار نیٹو افواج کا 2014ء کے بعد افغان فوج کی تربیت کے عنوان سے افغانستان میں ڈیرے ڈالے رکھنا سراسر غیر ضروری اور بے کار ارادہ ہے۔ جب افغان فوجیوں نے حالات کے تقاضے کے مطابق طالبان کے ساتھ مل جانا ہے، تو غاصب فوج کو وہاں سکیورٹی، مدد اور ان جیسے ناگزیر معاملات میں تعاون کون فراہم کرے گا؟ جب کہ طالبان کے دلوں میں آج بھی ایسے افغان فوجیوں کے بارے میں نرم گوشہ پایا جاتا ہے، جو کٹھ پتلی حکومت کا مزدور بننے سے انکار کر کے امارتِ اسلامیہ کا سچے دل سے رکن بن جانے کا پختہ عزم رکھتا ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ یقیناً وہ دن بھی آئے گا، جب امریکا کی باقی ماندہ فوج بھی طالبان کی کارروائیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دیگر نیٹو ممالک کی سپاہ کی طرح اکتائے ہوئے لہجے میں کہے گی..... سر! ہم یہ جنگ ہر گز نہیں جیت سکتے۔ آؤ! گھر لوٹ چلیں.....

جب کہ آزادی کے متوالوں طالبان کا نعرہ یہ ہو گا.....

جھکے گا ظلم کا پرچم، یقیں آج بھی ہے
مٹے گا نقشِ ستم، یقیں آج بھی ہے

◆◆◆

چند چبھتے سوالات کے اطمینان بخش جوابات

پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواسے علماء کرام کا امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کو موصول ہونے والا خط اور اس کا جواب

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواسے علماء کرام نے امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب ذبیح اللہ مجاہد صاحب کے نام بھیجے جانے والے ایک خط میں امارت اسلامیہ کی پالیسیوں کے حوالے سے کچھ وضاحتیں طلب کی تھیں۔ مجاہد صاحب نے کسی لگی لپٹی اور استعارہ و کنایہ کے بغیر انتہائی صاف ستھرے انداز میں ان کے تسلی بخش جوابات اپنے جوابی خط میں تحریر کیے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی پالیسیوں کی خوب تر وضاحت کے لیے ماہنامہ شریعت علماء کا خط اور مجاہد صاحب کا جواب قارئین کے نذر کر رہا ہے۔ ادارہ

ترجمان امارت اسلامیہ محترم جناب ذبیح اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد سے اب تک دنیا بھر کے مسلمان افغانستان کے غیور مجاہدین سے محبت رکھتے ہیں۔ افغانستان میں ہزاروں مجاہدین کی شہادتیں اور قربانیاں دنیا کے کسی باشعور انسان سے پوشیدہ نہیں۔ 2001 میں افغانستان پر امریکی جارحیت اور امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد دنیا بھر کے مسلمان افغان عوام کے اس درد میں شریک رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد چونکہ دنیا کے پاس افغان مجاہدین کا موقف اور معلومات سے باخبر رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس لیے دنیا بھر میں امریکہ نے یک طرفہ پروپیگنڈہ کر کے مجاہدین کے خلاف فضا قائم کی۔ اب الحمد للہ دنیا کو امارت اسلامیہ کی ویب سائٹوں اور ماہنامہ شریعت کی صورت میں افغانستان کی حقیقی صورتحال اور مجاہدین کے موقف سے باخبر رہنے کا مستند ذریعہ میسر آگیا۔ آپ کو براہ راست مخاطب کرنے اور زحمت دینے کا مقصد ایک تو آپ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرنا ہے۔ دوسرا چند باتوں سے متعلق آپ کی رائے اور امارت اسلامیہ کا موقف جاننا ہے۔

دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ "مجاہدین دنیا کے حالات اور زمانے کے تقاضوں سے باخبر نہیں رہتے۔ افغانوں کا جہاد ان کے کٹر جذبات یا غیروں کے اشاروں کا نتیجہ ہے باقاعدہ منصوبہ بندی یا پالیسی کی بجائے ان کے فیصلے جذبات پر مبنی ہیں"۔ اس حوالے سے آپ کا موقف کیا ہے؟

افغانستان کی صورتحال کے حوالے سے آپ سے سوال ہے کہ موجودہ حالات کے تناظر میں آپ افغانستان کو عنقریب کہاں دیکھتے ہیں۔ آپ کو مجاہدین کی موجودہ تحریک میں کامیابی کا کس قدر یقین ہے۔ دشمن پر آپ کی جنگ کس حد تک اثر انداز ہے؟ اور مجاہدین کے حوصلے کس حد تک اونچے ہیں؟

مزید کچھ وضاحتیں افغان طالبان کی پالیسیوں یا طریقہ کار کے حوالے سے مطلوب ہیں۔ جہاں ایک جانب ذرائع ابلاغ پر مجاہدین کی پالیسیوں اور طریقہ کار کے حوالے سے منفی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ عوامی املاک پر قبضے یا ان کے مسائل اور دیگر امور میں بے جا مداخلت کے حوالے سے مجاہدین پر کوئی روک ٹوک نہیں کی جاتی، مجاہدین اسلحے اور طاقت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے زکوۃ، عشر وغیرہ مالی صدقات حتی کہ بھتہ جبری طور پر وصول کرتے ہیں۔ تو دوسری جانب کچھ لوگوں کا طریقہ کار اور عمل بھی اس کا باعث ہے۔ کیا آپ ایسے لوگوں کے طرز عمل، طریقہ کار اور پالیسیوں سے اتفاق کرتے ہیں؟ کچھ ایسے لوگ جو خود کو امارت اسلامیہ کی جانب منسوب کرتے ہیں اور امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد کو اپنا قائد تسلیم کرتے ہیں ان کی جانب سے مقدس

مقامات بچیوں کے سکول یا عوامی رش کی جگہوں پر بلاہدف حملے کیے جاتے ہیں۔ اغواء برائے تاوان، گرفتار ہونے والے مخالفین کے ساتھ غیر انسانی سلوک، یا اس جیسے دیگر غیر شرعی امور کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

برائے کرم درجہ بالا سوالات کے تسلی بخش جوابات دے کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

والسلام علیکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد: فقد قال اللہ تبارک وتعالی، ولاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین، صدق اللہ العظیم۔

محترم بھائیو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں گذشتہ بارہ سالوں سے ہمارا اسلامی ملک افغانستان امریکی جارحیت کا شکار ہے۔ یہ صرف ہمارا ملک نہیں جو جارحیت کی آزمائش میں مبتلا ہے، گذشتہ کئی دہائیوں بلکہ صدیوں سے پوری اسلامی دنیا کی یہی حالت ہے۔ مشرق اور مغرب کے کافر جو اسلام کے مقابلے میں خود کو ایک سمجھتے ہیں حالات اور وسائل کا فائدہ اٹھاکر مسلسل ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ اسلامی سرزمین کو جارحیت کا شکار کردیں۔ مسلمانوں کے ذخائر اور معدنیات لوٹ لیں۔ اسلامی نظام کی حاکمیت کا راستہ روکیں اور بالآخر سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی جارحیت کے ذریعے اسلامی امت کا مکمل خاتمہ کردیں۔

مگر الحمد للہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: [الجہاد ماض الی یوم القیامہ] اس حدیث کے مصداق باوجود اس کے کہ دشمن کی سازشیں اور آزمائشیں انتہائی خطرناک ہیں مگر پھر بھی اسلامی امت کے کئی بہادر فرزند اپنا مذہبی فرض نہیں بھولے۔ ہر طرح کی تکالیف، مشقتیں، مشکلات اور آزمائشیں برداشت کرتے ہیں مگر اسلامی غیرت کا لحاظ کرتے ہوئے دارالاسلام کی آزادی کے لیے جہاد کو سینہ سپر کیے ہوئے ہیں۔

افغانستان کی سطح پر کہا جائے تو امریکیوں نے ہمارے ملک پر جارحیت کی، اسلامی نظام کا سقوط ہوا، ہمارے مسلمان عوام کو سخت مظالم میں جکڑا گیا۔ دشمن کا یہی حملہ تھا جس کی وجہ سے ہم پر جہاد فرض عین ہوگیا۔ اور ہم نے پوری بہادری سے کفری اتحاد کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کردیا۔ باجود اس کے کہ ہمارے وسائل انتہائی محدود اور غیر معیاری تھے۔ پشت پر کوئی مادی تعاون یا کسی کی حمایت بھی نہیں تھی۔ ہر طرف سے پابندیوں کا سامنا تھا۔ مگر ہمارے مجاہدین کا ایمان انتہائی مضبوط اور اللہ کی ذات پر انتہائی پختہ اعتماد تھا۔ اسی راسخ عقیدے کی برکت سے ہم نے دیکھا کہ مجاہدین نے خالی ہاتھوں امریکا کی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کو شکست سے دوچار کردیا۔ انتہائی کم درجے کے وسائل سے فولادی ٹینکوں کو تباہ کیا گیا۔ ان کے ہیلی کاپٹر گرائے گئے۔ اور ان کی تربیت یافتہ فوج کو میدان جنگ میں شکست سے دوچار کیا گیا۔ مجاہد افغانوں کی قربانی اور مخلصانہ جہاد سے آخر کار افغانستان کی جنگ نے امریکی سپر پاور کو ناسور اور زخم لگائے۔ جنگی مصارف کی وجہ سے امریکی معیشت قرضوں تلے دب کر رہ گئی۔ ان کے بینک دیوالیہ ہوگئے۔ سیاسی رہنما قابل نفرت ہوگئے۔ جنرلز پاگل پن کا شکار ہوگئے۔ افغانستان کی جنگ امریکا کی تاریخ میں سب سے طویل اور اعصاب شکن جنگ قرار دی گئی۔

موجودہ حالات میں امریکی مکمل شکست دوچار ہوچکے ہیں۔ انہوں نے عملا شکست تسلیم کرلی ہے اور بھاگنے میں مصروف ہیں۔ مگر اطلاعات اور پروپیگنڈوں میں ان کی فریب کاری اب بھی جاری ہے۔ ایسے حالات میں جب وہ افغانستان سے فرار کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں تو ایک طرف سیکیورٹی معاہدے کے نام پر بحثیں جاری ہیں اور دوسری طرف مجاہدین اور جہادی تحریک کے خلاف طرح طرح کا منفی پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔

یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حالات انتہائی حساس ہیں۔ اس لیے جہاد کا پھل پکنے کو ہے اور مزید اب پھل کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔ امریکی عملی طور پر فرار ہونے لگے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب ہمارے مومن عوام کی امیدیں بر آئیں گی۔ اور ایک سچے اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہوجائیگی۔ راہ حق کے مجاہدین بالفعل اپنے سروں کی قیمت پر اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کررہے ہیں۔ ان کا جہاد صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کے دفاع اور حفاظت کے لیے ہے۔ اور اسلام ہم سب مسلمانوں کا دین ہے۔ ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر افغانستان میں مغرور، وحشی اور کافر امریکا کو دائمی اڈے ملے تو ہمیشہ کے لیے صرف افغانستان نہیں پورا خطہ آتش کدہ بن جائے گا۔ اور بڑے ہنگاموں، بے اطمینانی، غربت اور آخر کار غلامی کے مہلک مرض میں مبتلا ہوجائے گا۔

ایسے حالات میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر ایک اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے۔ سب سے پہلے ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنا چاہیے کہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت سارے مسلمانوں کا مشترکہ فرض ہے۔ ہم جن حالات اور جس پوزیشن میں بھی ہوں مگر سب کی توجہ اسلام کے اعلاء اور ترقی پر ہونی چاہیے ۔ اسلام اور کفر کے درمیان غیر جانبداری کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ جیسا کہ کافر کفر کی خدمت کر رہے ہیں ہمیں اسلام سے اپنا تعلق اور وفاداری ثابت کرنے کے لیے مخلص مجاہدین سے تعاون کرنا ہوگا۔ جان سے ہو یا مال سے، اسلحہ سے ہو یا قلم سے، ہاتھ سے ہو یا زبان سے، جیسا بھی ممکن ہو جہادی اہداف کے حصول، اسلامی اخوت کی مضبوطی اور دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے ہم بروئے کار آئیں۔

الحمد للہ کفر کے خلاف مجاہدین کی صف انتہائی طاقت ور اور مضبوط ہے۔ مجاہدین ہمیشہ کی بنسبت اب اچھی پوزیشن میں ہیں۔ جس کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مجاہدین نہ صرف قبضے کے لحاظ سے ملک کے اکثر حصوں پر حاکم ہیں بلکہ عسکری حوالے سے انتہائی تجربہ کار، ہوشیار، تربیت یافتہ اور نصرت الٰہی پر فخر کرنے والے لوگ ہیں۔ مجاہدین کا حوصلہ انتہائی بلند ہے۔ دشمن کے بارہ سالہ پروپیگنڈے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ جہادی تحریک سیاسی، ثقافتی ، اقتصادی اور تعلیمی میدانوں میں بھی روز بروز آگے بڑھ رہی ہے۔ اور بہت سی کامیابیاں ہاتھ آئی ہیں۔

جہاد امت کے محدود افراد کا فریضہ نہیں اور نہ اسلامی نظام ایک جماعت کی کوششوں سے قائم کیا جاسکتا ہے۔ جہاد کو اپنے اہداف تک پہنچانے اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے مسلمان عوام کے تمام طبقات اور قبائل کی حمایت، تعاون اور ہم آہنگی کی ضرورت ہو گی ۔ اگر کوئی شخص دین الٰہی کی بجا آوری میں سستی اور بے پروائی سے کام لے گا تو عند اللہ مسئول ہو گا۔

آئیے بلند عزم اور راسخ عقیدے کے ساتھ اپنے حق دین کی خدمت کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس راہ میں کافروں اور ان کے ڈھنڈورچیوں کے تمام تر پروپیگنڈے پس پشت ڈال دیں۔ اور اپنے تمام تر حواس صرف اپنی راہ پر مرکوز کر دیں۔

اگرچہ ہمارے ہاتھ خالی، وسائل کم اور حالات انتہائی ناساز گار ہیں۔ مگر اطمینان رکھیئے اگر ہم اپنا سچا اسلام اور ایمان ثابت کر دیں تو کامیابی ہماری ہو گی۔ اللہ تعالی کے وعدے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے { وانتم الاعلون ان کنتم مومنین } ترجمہ: اور تم ہی کامیاب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

ہمارا اس پر عقیدہ ہونا چاہیے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالی کی جانب سے یہ حالات بھی اسی لیے آئے ہیں تاکہ اپنے بندوں کو آزمائے۔ کہ آیا تم اپنے خالق اور مالک حقیقی پر توکل کرتے ہو یا امریکی طاغوت کے سامنے جھکتے ہو۔

گذشتہ دور میں ہر زمانے میں اللہ تعالی نے کافروں کو مہلت دے کر انہیں یہ موقع فراہم کرکے بندوں کا امتحان لیا فرعون، نمرود، اور قیصر و کسری سے لے کر پھر معاصر دور کے انگریز اور سوویت یونین تک۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد اللہ تعالی نے امریکیوں کو فرعونیت کے اسٹیج پر بٹھایا۔ تاکہ اس کے ذریعے اپنے بندوں کو آزمائے۔ اللہ تعالی کی آزمائش معمولی اور آسان نہیں ہوتی ۔ اللہ تعالی کی آزمائش نے پیغبروں جیسے مضبوط عزائم والے لوگوں کو "متی نصر اللہ" کی فریاد پر مجبور کر دیا۔ اب امتحان جتنا بھی مشکل ہو ہمارے پاس استقامت کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ استقامت اگر چھوڑدیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ اپنے ہاتھوں سے خود کو ناکام کریں گے۔ اور دنیا و آخرت میں شرمندگی قبول کریں گے۔

موجودہ حالات میں ایسا لگتا ہے کہ امتحان کے مشکل مراحل گزر چکے ہیں۔ وقت کا فرعون موسی کے روحانی فرزندوں کی استقامت اور توکل علی اللہ کے نتیجے میں قطعی شکست اور ناکامی کا شکار ہو چکا ہے۔ مگر اب بھی طویل مسافت طے کرنا باقی ہے۔ اس مسافت کو قطع کرنے میں اللہ تعالی سے تعاون مانگتے ہیں۔ اسلام کی رسی کو ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑیں گے اور اس سے کسی قسم کا دریغ نہیں کریں گے۔

آخر میں امارت اسلامیہ کی پالیسی سے اچھی طرح آگاہ کرنے کے لیے یہ چند وضاحتیں ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ ہمارے پاس کام کے طریقہ کار کے لیے جید علماء کی جانب سے تائید شدہ مرتب اصول اور لائحہ عمل موجود ہے ۔ ہر طرح کے مسائل میں تجربہ کار شیوخ اور علماء کرام سے فتوے طلب کیے جاتے ہیں۔ آپس کے مشورے اور اطاعت کے جذبے سے ہر کام انجام دیا جاتا ہے۔ ہمارے فیصلے ہمارے جذبات کے نہیں اصولوں کے تابع ہیں۔ ہم دشمن کی سازشوں کی طرف متوجہ ہیں۔ دنیا کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے ہیں۔ داخلی و خارجی سیاست میں امور کی بہتر نظم وضبط کے لیے الگ الگ کمیٹیاں متعین کی گئی ہیں۔ ایک دوسرے کے کاموں میں بیجا مداخلت نہیں کی جاتی۔

اپنی بساط کے مطابق ہم نے کوشش کی ہے کہ کام اہل کار کے سپرد کیا جائے۔ علماء کرام اور صاحب نظر لوگوں کے مشورے اور نقطہ ہائے نظر بڑی وسعت قلبی اور دل کی خوشی سے سنتے اور ضرورت کے وقت ان سے استفادہ بھی کرتے ہیں۔ ہمارے طریقہء کار میں ہر معاملے میں بلاضرورت اور بے وقت دست اندازی اور لوگوں کو بے جا تنگ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ نہ کسی کو دھمکانے اور نہ تاوان کی غرض سے لوگوں کو اغواء کرنے کو قانونی سمجھتے ہیں۔ اور نہ شک کی بناء پر کسی کے جان ومال کی جانب دست درازی کو جائز سمجھتے ہیں۔ مجاہد کے نام پر بھتہ خوری مجاہد کی شان نہیں سمجھتے۔ بے گناہ انسانوں کا قتل، کثیر آبادی اور مقدس مقامات پر ہدف کی تعیین کے بغیر حملے ہمارا کام نہیں اور نہ ہم کسی اور کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عزت، ذلت، کامیابی اور ناکامی اللہ تعالی کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالی کی نصرت ہمارے ساتھ اس وقت شامل حال ہوگی جب ہم اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے۔ اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ دیں۔ لہذا تمام علماء کرام، صاحب نظر لوگوں اور اہل خیر سے ہماری توقع ہے کہ کچھ خود سریا دشمن کے انٹیلیجنس اداروں کے پنجوں میں جکڑے ہوئے نام نہاد مجاہدین کی نازیبا حرکتوں کو امارت اسلامیہ کی جانب منسوب نہ کریں۔ تمام وہ اعمال جو شریعت کے اصولوں سے متصادم ہوں ہماری جانب سے اس کی تردید کی جاتی ہے اور اگر ہمارے صف میں کوئی ایسا کرے گا تو اسے شرعی سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ہمارے مجاہدین کو اللہ تعالی نے ان ناپاک امراض سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ایسے نامناسب اور ناجائز امور کی انجام دہی کے بعد اگر کوئی شخص اپنی نسبت امارت اسلامیہ کی جانب کرتا ہے یا محترم امیر المومنین کو اپنا قائد کہتا ہے تو یہ محض نام کا ناجائز استعمال ہے۔ ایسے لوگ امارت اسلامیہ کے مبارک نام سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو لوگ امارت اسلامیہ سے مربوط ہوتے ہیں وہ امارت اسلامیہ کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ اور امارت اسلامیہ کی پالیسی یہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔ اگر کوئی اس سے سرتابی کرتا ہے تو اس کا امارت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی امارت اسلامیہ ایسے شخص کو مجاہد کہتی ہے۔ اللہ تعالی ہم اور آپ کو تمام بے اطاعت، جاہ طلب اور نااہل لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ امین ثم امین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❖❖❖

بقیہ از: 2014 افغانوں کی خوشحالی اور قابض افواج کی بے نیل ومرام واپسی کا سال

ایک اور چیز جس نے افغانستان کی سیاسی اور اقتصادی اہمیت بڑھادی ہے، وہ افغانستان کے جغرافیہ اور اسٹریٹیجک کی اہمیت ہے، افغانستان ہی جنوبی اشیا کو وسطی ایشیا سے وصل کرتا ہے، جنوبی ایشیا کے ممالک بھی افغانستان کی طرح تیل اور گیس کی دولت سے مالامال ہیں، تجارتی مال بالخصوص تیل جو جنوبی ایشیا کے ممالک سے ہندوستان، یورپ اور دیگر مغربی ممالک کو سپلائی ہو رہی ہے، ایران، روس، ازربائیجان اور چین کی بہ نسبت افغانستان کا راستہ قریب اور سستا پڑتا ہے، جنوبی ایشیا سے تجارتی اموال افغانستان کے راستے سے کراچی کی بندرگاہ تک اور پھر وہاں سے سمندر کے راستے یورپ اور امریکہ تک پہنچ جائیں گے، اسی طرح یورپ سے لائے جانے والے تجارتی اموال کے لئے افغانستان کا راستہ قریب، آسان اور سستا پڑتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان تجارتی اموال جو زمینی راستے سے گزرتے ہو یا ہوائی راستے سے، پر عائد ٹیکس ملک کے سالانہ بجٹ کے لئے بغیر کسی خسارے کا کافی ہے۔

اس کا نتیجہ ہم یہ اخذ کرسکتا ہے، کہ افغانستان ایک سرمایہ دار ملک ہے، ہم غریب نہیں ہیں، ہمیں مشرق اور مغرب سے مالی امداد لینے کی ضرورت نہیں ہوگی، ہمارا اس بات پر بھی ایمان اور یقین ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہی ہمارا رازق ہے، ہمارے قدرتی معدنی ذخائر ہمیں ڈیڑھ صدی اقتصادی خودمختاری کی ضمانت دے سکتے ہیں، ہم ان ذخائر کی بنیاد پر دنیا کے مضبوط اقتصادی ممالک کی صف میں شامل ہوسکتے ہیں، ہماری آبادی کے ساٹھ فیصد نوجوان ہیں جو محنت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ اپنی معیشت کی بہتری اور بحرانوں سے نکلنے پر سوچ رہے ہیں، وہ وال سٹریٹ اور دوسرے احتجاج کرنے والوں کو تسلی دیں، قرضوں سے چھٹکارا حاصل کریں، ہمیں اسلامی قانون کی موجودگی کی صورت میں امریکہ کی جمہوریت کی ضرورت نہیں، صرف اسلام ہی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ افغانستان کی خودمختاری اور آزادی کی امید سے۔

★★★

تحریر: عثمانی

2014 افغانوں کی خوشحالی

اور قابض افواج کی بے نیل و مرام واپسی کا سال

چند صدیاں قبل ایک پیش گوئی ہوئی تھی کہ 21 دسمبر 2012ء میں قیامت آئے گی، زمین کی حالت بدل جائے گی اور زمین کے اوپر زندگی کے تمام امکانات ختم ہوجائیں گے، اس حوالے سے کافی تحقیقات کی گئیں، مقالے اور کتابیں چھپ گئیں، دنیا کے بہت سارے لوگ اس طرف متوجہ ہوگئے، کئی باطل مذہب کے پیروکار اس جھوٹی قیامت پر یقین کر بیٹھے ، یورپ، امریکہ، روس اور کئی دوسرے ملکوں میں لوگوں نے جائیدادیں اور سب کچھ فروخت کر دیا، زندگی بھر جمع کرنے والی دولت برباد کر کے قیامت کے خوف سے محفوظ مقام کی تلاش میں فکر مند ہوگئے، 21 دسمبر قریب آرہا تھا تو لوگوں پر خوف طاری ہورہا تھا لوگ شہروں سے نقل مکانی کر کے کسی محفوظ مقام کی طرف کوچ کرنے پر مجبور ہوگئے، اشیاء خورد و نوش کا سامان اپنے ساتھ لیکر پہاڑوں اور کھلے میدانوں کی طرف چلے گئے تاکہ وہاں وہ قیامت کے المناک عذاب سے بچ اور محفوظ رہ جائیں، ان بے وقوف لوگوں نے وہ رہائشی مکانات جو ان کے خیال میں محفوظ تھے، بہت مہنگے داموں خرید لئے یا کرایے پر لئے۔ آخر کار قیامت کا وہ دن 21 دسمبر 2012ء بھی آگیا لیکن کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا، کوئی پیش گوئی ثابت نہیں ہوئی، وہ قیامت آج تک نہیں آئی جس نے دنیا کے بہت سارے بے ایمان لوگوں کو خوف میں مبتلا کر رکھا تھا، دنیا کا نظام آج بھی اسی طرح چل رہا ہے، دنیا تباہ ہوئی اور نہ ہی قیامت آئی، افریقہ کے میدانوں میں مقیم اور جھونپڑیوں میں رہنے والے بھی محفوظ رہے اور یورپ اور امریکہ کے محلوں میں رہنے والے بھی محفوظ رہے۔ یہ ایک جھوٹ تھا، ڈرامہ تھا اسی طرح ڈرامے اور پروپیگنڈے اس سے پہلے بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں ہوئے، چند سال قبل مشہور ہوا کہ آسمان سے زمین پر ایک پتھر گرے گا جس نے بہت سارے لوگوں کو پریشان کیا تھا لیکن پتھر آج تک نہیں گرا ہے، اسی طرح ایک عرصہ قبل افغانستان، پاکستان، ایران اور خطے کے دوسرے ملکوں میں شدید زلزلے کی پیش گوئی کی گئی تھی جس سے لوگوں پر اتنا خوف طاری ہوا تھا کہ وہ اپنے گھروں سے نکل کر شدید سردی اور تیز ہواؤں کے ساتھ رات باہر گزارنے پر مجبور ہوئے، یہ سارے پروپیگنڈے اور جھوٹی پیش گوئیاں ہیں جو مختلف لوگ اپنے مذموم عزائم کے لئے کرتے ہیں اور لوگوں کو ڈراتے ہیں۔

یہ تمہید اس لئے باندھی کہ ایک بار پھر جھوٹی قیامت کا اعلان ہوا ہے، یہ قیامت 2012ء کی اس قیامت سے مختلف ہے، یہ جھوٹی قیامت دسمبر 2014 میں ظہور پذیر ہوگی، 2012ء کی قیامت کا خوف آدھی دنیا پر طاری تھا لیکن 2014ء کی قیامت کے خوف کا بھوت صرف مظلوم افغان قوم کے اعصاب پر سوار ہے، اس قیامت کی پیش گوئی کچھ عرصہ قبل اس وقت کی گئی جب ایمان کے زور سے شکست خوردہ قابض افواج نے افغانستان سے راہ فرار اختیار کرنے کا فیصلہ اور اعلان کر لیا، امریکی اور ان کے اتحادی سمجھ گئے کہ افغانستان پر انگریز اور چنگیز بھی اپنا تسلط برقرار نہیں رکھ سکے تو یہ ان کی بس سے بھی باہر ہے اس لئے انہوں نے اعلان کر دیا کہ 2014ء کے اختتام تک وہ اپنے تمام اہلکاروں کو افغانستان سے نکالیں گے، افغان قوم اللہ کا شکر ادا کرے کہ مجاہدین کی لازوال قربانیوں اور اللہ تعالی کی مدد سے افغانستان میں ایک اور سپر پاور صفر پاور ثابت ہوا، جس دن قابض فوجیں افغانستان نکل جائیں گی اسی دن کو جشن آزادی منایا جانا چاہیے، اسی دن کو کامیابی اور فتح کا دن قرار دیا جائے، اکیسویں صدی کا آغاز امریکہ کے سابق صدر بش کی صلیبی جنگ کے اعلان سے ہوا، انہوں نے قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ تیسری صلیبی جنگ ہے، پہلے افغانستان پر حملہ کیا اور پھر عراق پر فوج کشی کی۔ لیکن اسلامی امت کی قربانیوں نے رنگ لا کر آج امریکہ کو مات دے دی، بارہ برس سے امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں قیام امن کے نام پر قبضے کو طول دے رہے ہیں، جمہوریت کو پروان چڑھانے اور افغانستان کو امداد دینے کے نام پر مسلط ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ جمہوریت نے افغانستان کو کیا دیا؟ قوم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ ملک میں بدامنی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور حالات دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں، شہریوں کو تحفظ

حاصل نہیں، دینی اقدار اور قومی روایات کو شدید خطرات لاحق ہوگئے، نہ کوئی خوشی مناسکتے ہیں اور نہ ہی کسی غم کے موقع پر جمع ہوسکتے ہیں، ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار شادی اور جنازے کے مواقع پر جان بوجھ کر فضائی حملے کئے گئے جس میں ہر بار درجنوں افراد لقمہ اجل بنے، غربت کی شرح میں نمایاں اضافہ ہورہا ہے، یہاں تک کہ ملک کے مختلف علاقوں میں والدین اپنے پیارے بچے فروخت کرنے پر مجبور ہوئے، گزشتہ چند سالوں کے دوران اسمگلنگ کے ذریعے محنت مزدوری کے لئے یورپ جانے والے افغان نوجوانوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے، ان نوجوانوں کا خیال ہے کہ اگر ملک پر یہی بوسیدہ اور ظالمانہ نظام نافذ رہا تو وہ افغانستان میں اپنا مستقبل تاریک اور غیر محفوظ دیکھتے ہیں، ملک میں لسانی، صوبائی اور مذہبی تعصب کی شرح میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات بگڑ گئے ہیں، یہ اور ان جیسے دیگر معاملات وہ تحفے ہیں جو جمہوریت کے ذریعے ہمیں ملے ہیں، اس کے باوجود بعض افغان ملک سے غیر ملکی افواج کا انخلاء نیک شگون قرار نہیں دیتے کیوں؟ شاید اس کی کئی وجوہات ہوں لیکن بنیادی وجہ شاید افغانوں کی معاشی ابتری ہو، کئی ناداں افغان واللہ خیر الرازقین پر اعتماد نہیں رکھتے، ان کا خیال ہے کہ اگر امریکہ افغانستان سے نکل جائے اور ان کے لئے ڈالر کی ترسیل بند ہوجائے تو وہ بھوک سے مر جائیں گے، وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اب امریکی خود بھیک مانگنے پر مجبور ہوگئے، امریکہ کی دم توڑتی معیشت اب ان کے لئے کارآمد ثابت نہیں ہوسکتی، امریکہ ہمارے ساتھ تعاون نہ کرے بلکہ وہ چین اور جاپان کے ادھار سے جان چھڑائے اور ان کے قرضے ادا کرے، اقتصاد کو مضبوط کرنا اب امریکی سیاست کا محور ہے، گزشتہ صدارتی انتخابات میں انتخابی کمپین کے دوران امیدواروں اور عوام کی توجہ معیشت کی مضبوطی پر مرکوز تھی، امریکیوں نے افغانستان پر قبضہ صرف مذہبی اور سیاسی مفادات کے لئے برقرار نہیں رکھا ہے بلکہ اقتصادی مفادات پر بھی ان کی نظریں جمی ہوئی ہیں، امریکیوں نے افغان جنگ پر کھربوں ڈالر کے اخراجات برداشت کئے، وہ پاگل نہیں تھے کہ ہمارے لئے اتنے اخراجات کرتے بلکہ ان کا خیال تھا کہ افغانستان میں تمام معدنیات اب تک محفوظ ہیں وہ چوری کریں گے اور جو اخراجات ہوگئے ہیں وہ آسانی سے پورا کریں گے، افغانستان کے معدنیات کے بارے میں شاید بہت کم لوگوں کو علم ہے اس لئے وہ امریکہ کے مالی تعاون پر انحصار کررہے ہیں، ہمارے ایک استاد کہتے تھے کہ امریکہ اس بات پر راضی ہے کہ افغانستان کے کسی ایک صوبے کے بدلے وہ پورا امریکہ دیدے، افغانستان کا ہر علاقہ معدنیات اور قدرتی ذخائر سے مالامال ہے، یہی وجہ ہے کہ کبھی انگریز، کبھی چنگیز، کبھی روس اور کبھی امریکہ افغانستان پر حملے کی حماقت کرتا ہے اور ان معدنیات اور ذخائر کو چوری کرنے کا خواب دیکھتا ہے۔

سعودی عرب میں زمین کا زیادہ تر حصہ بنجر اور پانی کی قلت ہے، زراعت کا پیشہ نہ ہونے کے برابر ہے، اشیاء خورد ونوش کا انحصار دیگر ممالک سے برآمد کرنے پر ہے، صنعت کاری میں بھی پیچھے ہے، میں نے زندگی میں کوئی چیز نہیں دیکھی جس پر "میڈ ان سعودی عرب" لکھا ہوا ہو، کچھ دہائیاں قبل سعودی عرب ایک غریب ملک تھا لیکن اب اس کا شمار ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے، اقتصاد کے لحاظ سے ایک اچھا مقام حاصل کرلیا ہے، کئی ترقی یافتہ ممالک کو قرضے دے رہا ہے، عوام کی اقتصادی حالت خطے کے دیگر ممالک سے اچھی ہے، ہر خاندان کے پاس گاڑی ہے، ہر فرد کو حکومت کی جانب سے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے، جنوبی ایشیا کے لاکھوں لوگ محنت مزدوری کے لئے سعودی عرب کا رخ کرتے ہیں، ترقی کا راز کیا ہے اور اسباب کیا ہیں؟ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مہربانی ہے کہ سعودیوں نے چٹیل میدانوں میں وافر مقدار میں تیل کے ذخائر دریافت کئے، جب تک تیل کے یہ ذخائر ہوں گے تو وہ ہر قسم اقتصادی مسائل سے لاتعلق رہیں گے۔

تازہ سروے اور تحقیقات کے مطابق افغانستان میں قدرتی ذخائر سعودی عرب سے کئی گنا زیادہ ہیں، اگر ان ذخائر کو نکال کر صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو افغانستان اور اس کے عوام کے لئے پھر امریکہ یا کسی دوسرے ملک سے بھیک مانگنے کی نوبت نہیں آئے گی اور نہ ہی اقتصادی لحاظ سے امریکہ پر انحصار کرنے کی ضرورت پیش ہوگی، پھر ہمارے نوجوان محنت مزدوری کے لئے خلیجی ممالک نہیں جائیں گے بلکہ وہاں سے ان کے نوجوان یہاں محنت کے لئے آئیں گے۔ حال ہی میں واشنگٹن کی جانب سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں لکھا گیا تھا کہ افغانستان میں وسیع پیمانے پر معدنی ذخائر ہیں، رپورٹ کے مطابق افغانستان میں جست، کوبالٹ، لوہے، باریت، گندھک، سرپو، چاندی،، نیوبیو اور دیگر قیمتی دھات ہیں اور معدنی ذخائر کے ایک اشاریہ چار ملین میٹر مکعب ذخائر ہیں، پینٹاگون میں ٹاسک فورس کے سربراہ جیم بولیون کا کہنا ہے کہ دنیا میں قدرتی معدنی ذخائر کے نقشے کے

مطابق ممکن ہے کہ افغانستان پہلے نمبر پر آجائے، موجودہ دور کی جدید ٹیکنالوجی کے پیش نظر موبائیل، کمپیوٹر، ٹیلی ویژن، ہابرڈ مشینیں، بیٹری، آپٹک فایبر، ٹینک کے نویگاسیون سسٹم، مزائیلوں کا سسٹم، جنگی طیاروں کا سسٹم، سٹلائٹ وغیرہ کی جدید ٹیکنالوجی میں ضرورت ہے، امید ہے کہ اس حوالے سے افغانستان کے ذخائر سے کسی حد تک دنیا کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے، اس اندازے کے مطابق افغانستان کے معدنی ذخائر کی قیمت کھربوں کی ہے، موجودہ افغان حکومت کا دعوی ہے کہ ان ذخائر کی قیمت تین ارب ڈالر سے زیادہ ہے جس پر کام کرنے کے بعد ممکن ہے کہ ان ذخائر نکالنے کے بعد افغانستان ہمیشہ کے لئے دوسروں کی امداد اور قرضوں سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔

لوگر میں عینک کی جست کی کان، لوگر کے شمال مشرق اور کابل کے جنوب میں بڑے پہاڑوں کے پیچھے واقع ہے جو علاقے میں سب سے بڑی کان ہے، ان پہاڑوں میں بھی بڑے معدنی ذخائر ہیں، جست ہر گزرتے دن کے ساتھ ٹیکنالوجی میں استعمال کی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ رہی ہے، عینک کی جست کی کان کا ذخیرہ تقریبا پندرہ ملین ٹن بتایا جارہا ہے، اس کان سے ہزاروں افراد کے روزگار کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے، وزارت معدنیات کی رپورٹ کے مطابق اس کان کی جست نکالنے سے افغان حکومت کو ہر سال چار ملین ڈالر مل سکتے ہیں، پیٹرولیم اور تیل کے حوالے سے افغانستان خود کفیل ہے، امریکہ کے زمین شناس ادارے کے مطابق افغانستان کی پیٹرلیم مصنوعات کے ذخائر کی قیمت ایک اشاریہ آٹھ ارب ڈالر یا اس سے بھی زیادہ ممکن ہے، افغانستان میں پیٹرلیم مصنوعات کے ذخائر پانچ بڑے ڈویژنز میں دریافت ہوئے ہیں۔ ۱۔ قندوز اور تخار میں افغان تاجک پیٹرلیم مصنوعات کے ذخائر۔ ۲۔ صوبہ ہرات میں تیرپل پیٹرلیم مصنوعات کے ذخائر۔ ۳۔ ہلمند میں۔ ۴۔ پکتیکا میں کٹواز پیٹرلیم مصنوعات۔ ۵۔ سرپل، جوزجان اور فاریاب میں اموسند کے پیٹرلیم مصنوعات کے ذخائر شامل ہیں۔

افغان تاجک پیٹرولیم مصنوعات کے ذخائر ملک کے شمال میں دریافت ہوئے ہیں جو چھ حصوں پر مشتمل ہیں جن کا تیل ایک کھرب بیرل سے زائد ہیں، اس ڈویژن میں مزار شریف بھی آتا ہے جہاں آٹھ ارب میٹر مکعب سے زیادہ گیس اور سو ملین بیرل سے زیادہ پیٹرولیم مصنوعات ہیں۔ صندقلی کے علاقے میں ۶۶ ملین بیرل سے زیادہ پیٹرولیم ہے، دریائے امو ڈویژن صوبہ سرپل، جوزجان اور فاریاب پر مشتمل ہے، جو سوہڈن کی ایک کمپنی نے اس کی دریافت کی، سن ۱۹۵۷ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ اس ڈویژن میں ستاسی ملین بیرل سے زیادہ تیل موجود ہے، اگر اس پر کام کیا جائے تو ہر سال اس سے چار ملین ڈالر منافع حاصل کیا جا سکتا ہے، اس ڈویژن میں تیل کے اخراج کا کام چین کی ایک کمپنی کے سپرد ہے، گزشتہ برس انہوں نے یہاں سے ڈیڑھ لاکھ بیرل تیل نکالا، رواں سال تین لاکھ بیرل تیل نکالنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے، اور آئندہ چند سالوں میں یہ سلسلہ مزید بڑھ جائے گا، افغانستان میں تیل کے ساتھ گیس کے بھی بڑے ذخائر موجود ہیں، وزارت معدنیات کے حکام کے مطابق افغانستان میں ۵ سو کھرب مکعب سے زیادہ گیس کے ذخائر موجود ہیں، ماہرین کے مطابق اگر گاڑیوں میں تیل کی بجائے اس گیس کو استعمال کیا جائے تو سو سال تک افغانستان کو تیل کی ضرورت نہیں ہو گی، افغانستان میں گیس کے تین بڑے ذخائر جوزجان، تاجک ڈویژن اور ہلمند میں واقع ہیں، جوزجان میں گیس کے ذخائر سے ہر سال ایک ارب مکعب سے زیادہ گیس روس کو مل رہی ہے، اب بھی افغانستان ۲۵۰ زرہ مکعب گیس کا استعمال کر رہا ہے۔ نیز افغانستان میں سونے کے بڑے ذخائر موجود ہیں جو اکیسویں صدی میں معیشت کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے، ملک کے مختلف علاقوں میں سونے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں، سونے کی قیمت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، سابق سوویت یونین کے ماہرین کے مطابق افغانستان میں سونے کے ذخائر کی اہمیت پچیس کھرب ڈالر سے بھی زیادہ ہے اور موجودہ سروے میں تو اس سے بھی زیادہ قیمت کی نشاندہی کی گئی ہے، سونے کے بڑے ذخائر بدخشان، تخار، بامیان، زابل اور غزنی میں ہیں۔ لوہے کے ذخائر بھی موجود ہیں، حاجی گگ کے نام سے لوہے کی ایک بڑی کان ہے، جو کابل سے سو کلو میٹر فاصلے پر صوبہ بامیان میں موجود ہے، اس کان پر بھارت کی کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔

افغانستان میں اب تک ایسی چودہ سو جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں وسیع پیمانے پر قیمتی پتھر اور منرل کے ذخائر موجود ہیں، یہاں پر تمام ذخائر کا احاطہ کرنا مشکل ہے، افغانستان میں قدرتی معدنی ذخائر کے حوالے سے امریکہ، چین اور دیگر ممالک کی مختلف کمپنیاں تحقیقات کر رہی ہیں، اور ہر ایک کی خواہش ہے کہ یہاں سرمایہ لگائے۔

بقیہ: صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں۔

در خدمت مردم

06/29/2006

عبداللہ

آؤ! گھر لوٹ چلیں

عالمی میڈیا نے بھی آخر کار "اعلانِ مجبوری" کر ہی دیا ہے کہ :طالبان کی مزاحمت تو ختم نہیں کی جاسکی ہے، البتہ آسٹریلوی فوج کا آخری دستہ بھی افغانستان سے انخلا کر گیا ہے۔ آسٹریلوی وزیر اعظم ٹونی ابارٹ نے دارالحکومت سڈنی میں میڈیا سے مذکورہ بالا اطلاع کی تصدیق کرتے ہوئے بیان دیا ہے کہ افغانستان سے آسٹریلوی فوجوں کا انخلا مکمل ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنی پرانی روش پر چلتے ہوئے جھوٹ کی آمیزش کے باوصف یہ کہا ہے کہ: یہ آسٹریلوی جنگی تاریخ کی طویل ترین جنگ تھی، جس میں ہمارے 40 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے ہیں۔ ٹونی ابارٹ کا کہنا تھا کہ افغان جنگ کسی کی ہار جیت کے بغیر ختم ہوئی ہے، تاہم افغانستان کو پُرامن بنانا ہمارا مشن ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی ہے کہ اب افغان حکام معاملات کو بہتر طریقے سے حل کریں گے۔

عالمی میڈیا ہی کے ضمن میں روسی محکمۂ اطلاعات نے ایک بات... نہ جیتی جاسکنے والی افغان جنگ کے بارے میں بڑے پتے کی، کی ہے۔ اس بیان کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ رشین اسٹیٹ کو افغان جنگ میں اٹھائی گئی ہزیمت ابھی تک ایسی یاد ہے کہ بھلانا بھی چاہے تو بھولنے نہ پائے گی۔ ملاحظہ فرمائیں:"اگرچہ اتحادی فوجیں اپنی کامیابی کا دعوی کرتی ہیں، مگر طالبان آج بھی ایک حقیقت ہیں" دوسری طرف عالمی میڈیا نے افغان جنگ کو بالواسطہ طور پر اتحادی ممالک کے لئے ناکام اور بے نتیجہ جنگ قرار دیا ہے۔ اسی طرح جرمن ریڈیو نے کہا ہے کہ اگلا سال 2014 یقینی طور پر افغانستان کی جدید تاریخ کے لیے اہم سنگِ میل ثابت ہوگا۔ امریکا کی سربراہی میں فرائض انجام دینے والے نیٹو کے فوجی دستے، افغانستان میں 13 سال تک تعینات رہنے کے بعد وہاں سے حتمی طور پر رخصت ہو جائیں گے، لیکن ایک اہم بات یہ ہے کہ اس ملک میں طالبان کی مسلح مزاحمت کو ابھی تک ناکام نہیں بنایا جاسکا ہے۔ افغانستان کو اس وقت سیاسی طور پر جس غیر فیصلہ کن صورتِ حال کا سامنا ہے، اس کی وجہ کابل حکومت کا واشنگٹن حکومت کے ساتھ وہ اختلاف رائے ہے، جس کا سبب دونوں ملکوں کے مابین دوطرفہ سیکورٹی معاہدہ ہے۔ اس معاہدے پر ممکنہ دستخطوں کے ساتھ یہ طے پانا ہے کہ 2014 کے بعد بھی اگر امریکی فوجی دستے افغانستان میں موجود رہیں گے تو ان کی تعداد اور فرائض کیا ہوں گے؟

آسٹریلوی وزیر اعظم سمیت روسی، جرمنی اور عالمی میڈیا نے کُھلے اور چھپے لفظوں میں نیٹو کی افغانستان میں جس شکست، ہزیمت اور ناکامی و نامرادی کی خبریں چلائی ہیں، اس میں ہمارے لیے حیرت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ سب وہ باتیں ہیں، جو آج سے 13 سال قبل امریکا کے ناجائز حملہ کرنے کے وقت، افغانستان کے جری باشندوں کی جنگجویانہ صفات اور ہر لحہ نیا رُخ اختیار کرنے والے کوہ ودامن کے حالات سے گہری واقفیت رکھنے والے اہلِ دانش نے کہی تھیں۔ بلکہ دنیا کے حافظے پر جارج بش کا وہ بیان آج بھی نہیں دھندلایا، جس میں انہوں نے افغانستان کو صرف 6 ماہ کے قلیل عرصے میں فتح کرلینے کی بھڑک ماری تھی۔ لیکن حقیقت کیا ہے؟ یہی نا! کہ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے!

مذکورہ بالا بیانات میں سے جس بیان کی اہمیت زیادہ ہے، وہ روسی میڈیا کی واضح کردہ وہ حقیقت ہے، جس کا بذاتِ خود اس نے مشاہدہ کر رکھا ہے۔ اگرچہ افغان روس جنگ کے وقت، آج کے طالبان موجود نہیں تھے۔ ان کا کوئی وجود نہیں تھا، لیکن وہ، تھے توانہی کے آباء جن کی مجاہدانہ صفات، سپاہیانہ خصلتیں اور سرفروشانہ ادائیں، اِن میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اب امریکا جتنا بھی زور لگالے، وہ افغانستان کو کبھی بھی فتح نہیں کرسکے گا۔ بلاشبہ سازشی فطرت کے حامل یہود افغانستان کو ہر آن جنگ کی بھٹی بنائے رکھنے پر مُصر ہیں، اسی لیے نِت نئے طریقے ایسے اختیار کیے جاتے ہیں، جن کا لازمی نتیجہ افغانستان کے پہاڑوں کا گولی کی ٹھاہ اور بم کی دھمک سے گونجتے رہنا ہے۔ بے قابو آگ کے بلند وبالا شعلوں کا بھڑکنا اور ہر خس وخاشاک کو راکھ بنا دینا ہے۔ بارود کا پھیلنا اور قرب وجوار کی سرزمین کو زہر آلود بنا دینا ہے۔ بمبار طیاروں کا اڑنا اور عمارتوں کو زمین بوس کر دینا ہے۔ انہی سازشوں میں سے ایک ٹرپ کا پتہ

"امریکا افغان سیکورٹی معاہدہ" ہے۔ اس معاہدے کے ذریعے امریکا اپنے وہ مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے، جس ذریعے وہ ایشیائی خطے پر اپنی کافرانہ نظروں کا جال پھیلا کے رکھنا چاہتا ہے۔ امریکا کو اپنی سُود زدہ کمزور معیشت اور جنگ گزیدہ بے جان اقتصادی فضیلت کو قائم رکھنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑ رہا ہے۔ اس کی نظریں افغانستان کی گیس پر جمی ہوئی ہیں۔ اس کی نگاہیں افغانی سونے پر ٹکی ہوئی ہیں۔ اس کی رال افغانی معدنیات پر ٹپک رہی ہے۔ افغانستان کا لاجواب ماربل، بے حد قیمتی وہ خزانے، جو قدرت نے پہاڑوں اور وادیوں میں پنہاں کر رکھے ہیں... امریکا کے بدبودار مُنہ میں پانی لانے کے لیے کافی ہیں۔ امریکا کو کیا پڑی کہ وہ افغانستان کے حالات کو پُرامن بنانے کے لیے سات سمندر پار سے آئے۔ اسے کیا ضرورت کہ پہاڑوں میں اپنی فوج کو ضائع کرتا پھرے۔ اس کی اصل ضرورت خزانوں کی تلاش اور ان تک ایسی رسائی ہے، جو تب تک بے رکاوٹ طرز پر باقی رہے، جب تک کہ ان خزانوں کی "زمینی زنبیلیں" خالی نہیں ہو جاتیں۔ اسی لیے وہ افغان حکومت کے ساتھ مزید کئی سال تک کے لیے 10 ہزار فوجیوں کی موجودگی کے پروانے پر دستخط کروانے کے لیے بے چین پنچھی کی طرح پَر مار رہا ہے۔ اس معاملے میں وہ کسی بھی شرمناک طریقے سے ہچکچانے کو تیار نہیں ہے۔ واضح مذموم طرز کی دھمکیوں سے بھی گریز نہیں کرتا۔

آسٹریلوی فوج کے انخلا کے موقع پر امریکی وزیر خارجہ جان کیری کی کھلی دھمکی ملاحظہ فرمائیں: "امریکا اور افغان حکومت کے درمیان طے پانے والے معاہدے پر صدر حامد کرزئی کا جانشین بھی دستخط کر سکتا ہے۔" واضح رہے اس نوعیت کا کھلا بیان، امریکی انتظامیہ کی جانب سے پہلی بار سامنے آیا ہے۔ اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ امریکا کو اس معاہدے پر افغان صدر کے دستخطوں کی کتنی حیرت ناک جلدی ہے۔ لیکن اس سے بھی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ آخر امریکا کو اپنے کٹھ پتلی سے دستخط کروانے کی کون سی مجبوری ہے! کیا صرف دنیا کو دکھانے کے واسطے ایسا کیا جا رہا ہے، تاکہ 2014 کے بعد کسی 'قانونی ملامت' کا نشانہ بنے بغیر رہنے کا جواز فراہم ہو جائے! اس کے سوا تو اَور کچھ نہیں ہو سکتا، جب کہ جان کیری کے اس بیان نے تو حامد کرزئی کی حیثیت بھی دنیا کے سامنے عیاں کر دی ہے کہ: امریکا اور افغان حکومت کے درمیان طے پانے والے معاہدے پر صدر حامد کرزئی کا جانشین بھی دستخط کر سکتا ہے۔

خیر! مان لیتے ہیں کہ امریکا زور آزمائی کے پرانے ہتھکنڈوں کو بروئے کار لاتے ہوئے افغانستان میں فوج رکھنے کی مزید مہلت، جیسے تیسے کر کے حاصل کر ہی لیتا ہے، تو کیا وہ اپنے ان مقاصد میں کامیاب ہو جائے گا، جن کے لیے وہ اتنا بڑا ڈھونگ رچا رہا ہے؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن جہاد کی سرزمین سے آئی ہوئی ایک خبر ایسی بھی ہے، جو اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ جو ٹیکنالوجی 13 سال کے طویل عرصے میں 46 ملکوں کی فوج کے ساتھ مل کر کچھ نہیں پا سکی، وہ اب کیا کرے گی۔ ملاحظہ فرمائیں...: طالبان نے ایک کارروائی کے دوران طورخم کے بارڈر پر ایک چھوٹے پارکنگ ایریا میں کھڑے نیٹو سپلائی کے ٹریلرز اور آئل ٹینکرز میں مقناطیسی بم نصب کر کے زوردار دھماکا کیا اور منصوبے کے مطابق بعد میں دوسرے پارکنگ ایریا میں چلے گئے۔ فدائی مجاہدین نے دوسرے ہدف میں دشمن سے مقابلہ کیا، جس کے نتیجے میں وہاں موجود کافی تعداد میں ٹریلرز، جن پر ٹینک لدے ہوئے تھے، کنٹینرز اور آئل ٹینکرز نذرِ آتش ہوئے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کافی لمبے عرصے تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 102 بڑے ٹینک، 22 سپلائی کنٹینرز، 14 آئل ٹینکرز، 48 ٹریلرز اور دیگر فوجی ساز و سامان تباہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جارح و کٹھ پتلی فوجی بھی ہلاک و زخمی ہوئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق معرکے میں حصہ لینے والے صرف 3 فدائی مجاہد شہید ہوئے۔

قارئین! آپ اسی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب افغانستان میں صرف امریکا کی اور وہ بھی قلیل فوج باقی رہ کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے خواب دیکھے گی، تو طالبان کی کارروائیوں کو دیکھ کر کون دانش کا دشمن یہ دعوی کر سکتا ہے، امریکا اپنے سازشی، تخریبی، فتنہ خیز، لڑاؤ اور حکومت کرو، کٹھ پتلیوں کے استعمال، دوسرے ممالک کے ساتھ چھیڑ خانی، ان سے اپنے مفادات کے تحفظ، وہاں کے عوام کو آپس میں لڑانا، اس ملک کو توڑنے کی بھرپور کوشش کرنا، وہاں کے امن کو تہ و بالا کرنا اور اِن جیسے دیگر منافقانہ و کافرانہ ایجنڈوں میں کامیاب ہو جائے گا؟! جب کہ موجودہ زیرِ بحث شرمناک سیکورٹی معاہدے کی وجہ سے غیرت کا جوہر اپنے سینوں میں پنہاں رکھنے والے افغان فوجیوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کو یہ دھمکی بھی دے ڈالی ہے کہ وہ موقع ملنے پر طالبان کی صفوں میں جا کھڑے ہوں گے۔

بقیہ: صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمالیں۔

آدھے انچ مُنہ میں گز بھر لمبی زبان

نسیم خان محمدی

سنہ ۶ ہجری میں وقوع پذیر ہونے والی "صلح حدیبیہ" کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ایک دعوتی خط دے کر رومی بادشاہ ہرقل کی طرف بھیجا۔ اس میں اسلام قبول کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ جب وہ والا نامہ ہرقل کے دربار میں پہنچا تو اس کو پڑھنے سے پہلے رومی شہنشاہ نے مطالبہ کیا کہ اس وقت یہاں بیت المقدس میں کوئی ایسا آدمی ہے، جو صاحبِ خط کا قریبی رشتہ دار ہو؟ تب زمانۂ امن کی وجہ سے قریشی کفار کے تجارتی قافلے ملکِ شام آئے ہوئے تھے۔ انہی میں ابوسفیان بھی تھے، جو ابھی تک اسلام کے دائرۂ سلامتی میں داخل نہ ہوئے تھے۔ انہیں ہرقل کے مطالبے پر دربار میں پیش کیا گیا، بادشاہ نے ان سے آپ ﷺ کی ذات وخیالات سے متعلق سوالات کئے۔ جس سے مقصد آپ ﷺ کے دعوتی خط کا پسِ منظر جاننا تھا۔ اس حوالے سے رومی بادشاہ نے ایک روایت کے مطابق ۹ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۰ سوال کئے۔

انہی سوالوں میں سے ایک سوال یہ تھا کہ .... "کیا مدعیٔ نبوت، جس دین کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں، کوئی آدمی اسے قبول کر لینے کے بعد اس دین سے نفرت یا ناقابلِ فہم ہونے کی وجہ سے پھرا اور مرتد ہوا ہے؟"

ابوسفیان نے جواباً کہا... "نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی اسلام قبول کرے۔ اُسے اس پر شرح صدر بھی ہو۔ اسے اطمینان بھی ہو۔ پھر بھی وہ اسلام سے پھر گیا ہو!!!"

اس سوال وجواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی اسلام سے پھرا ہے تو وہ اسلام سے نفرت یا ناقابلِ فہم ہونے کی وجہ سے نہیں مرتد ہوا، بلکہ اپنے کسی ذاتی مفاد، دنیاوی لالچ، نفسانی قباحت اور فانی دولت کی وجہ سے ہی پھرا ہے۔ اور ایسا ہوا بھی۔ دو یا تین ایسے بدنصیب تھے، جو دنیاوی لالچ کی وجہ سے اسلام کی راہِ پُرکیف سے ہٹ کر کفر کی خاردار پگڈنڈی پر چل پڑے تھے۔

اس پسِ منظر سے لاشعور کی یادیں تازہ کرنے کے بعد ہم جس مسئلے اور ایشو کو زیرِ بحث لانا چاہتے ہیں، وہ حیرت انگیز اور انگشت بہ دنداں کر دینے والا ہے۔ آج کل یہ آواز اٹھنے لگی ہے کہ..... " افغانستان کا جہاد... جہاد ہی نہیں ہے، بلکہ وہ فساد ہے۔ اتنے سالوں سے امریکہ اور طالبان کے درمیان جاری جنگ نے افغانستان کی بربادی اور تباہی کے سوا کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا ہے۔ ان بے طاقت کے ملّاؤں کو بھلا امریکہ کے ساتھ پنگا لینے کی کیا ضرورت تھی؟ افغان عوام کو تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا جارہا۔ قائم حکومت کی جڑیں کھوکھلی کی جارہی ہیں۔"

مزے کی بات یہ ہے کہ یہ بے ہودہ شور وغوغا وہاں سے اٹھ رہا ہے، جہاں دین کی حفاظت کرنے والے تربیت پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، جو خود کو ٹھیکہ دار تصور کرتے ہیں۔ لیکن یہ آوازیں لگانے والے کٹھ پتلیاں (ڈمیز) ہیں۔ ان کی دہنوں میں زبان کسی اور کی ہے، جو گلے سے ہوتی ہوئی اس پیٹ تک چلی جاتی ہے، جہاں پرواز میں کوتاہی لانے والا رزق ڈالا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کو استعمال کیا جارہا ہے۔ دنیا ان کے چہروں سے واقف ہے۔ وہ ان کے مقاصد سے آگاہ ہے۔ وہ ان کی پھُرتیوں سے آشنا ہے۔ وہ ان کی تیز طرّاریوں کا خوب ادراک رکھتی ہے۔ وہ ان کی جمہوری سیاست کے آلودہ پن کو جانتی ہے۔ وہ ان کی غیر فطری سرگرمیوں کا فسادی روپ مانتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کو آج 12 سال بعد یاد آیا ہے کہ افغانستان کا جہاد... جہاد نہیں ہے! ان پر یہ "انکشاف" کہاں سے آن ٹپکا ہے؟ ان کے دنیاوی آلائشوں سے آلودہ سیاہ قلب پر یہ شیطانی الہام کس ضمیر خریدار کی طرف سے وارد ہوا ہے؟ بارہ سالوں سے ہزاروں شہداء کے خون کو ایک ہی ساعت میں کس طرح بھلایا جاسکتا ہے! اسلام کی آبیاری میں استعمال ہونے والے لہو کو دَر یک لمحہ کس جرأت سے فراموش کیا جاسکتا ہے!

بقیہ: صفحہ نمبر 39 پر ملاحظہ فرمالیں۔

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں!

محمد فرہاد جانباز

اپنے ایک دوست کا حالِ دل جان لینے کے بعد مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ... ''اب سارا الزام 'امریکی عطار' کے نام نہاد 'مسلم حکمران لونڈوں' کو بھی نہیں دیا جاسکتا۔ بربادیِ گلستان کا قصور وار، صرف اُلّوؤں کو ہی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اگر ہمارے حکمران امریکی بت کو سجدہ کرنے کے خُوگر ہو گئے ہیں... وہ برطانوی ملکہ کی پرستش میں منہمک ہیں... وہ اطلین گرجا گھر میں ہی پیشانیاں ٹیکتے ہیں... تو عوام نے کون سا تیر مار لیا ہے، جو انہیں زم زم کے نیم گرم پانی نے جراثیم سے پاک کر رکھا ہے! عطار کے لونڈوں کو انہی نے تو اپنے افسوس ناک انتخاب سے پارلیمنٹ کے صوفوں پر بیٹھنے کی اجازت بخش رکھی ہے۔ اپنے باغ کی نگہبانی سے غفلت برتی ہے، تو اُلّوؤں کو شبِ دیجور کی اُڑانوں کا سنہری موقع میسر آیا ہے۔ وہ بھی تو تہذیبِ مغرب پر فخر و مباہات کرتے نظر آتے ہیں۔ اگر حکمران بے بسی کی تصویر ہیں، تو رعایا بھی تو بے حسی کا شاہکار ہیں۔ دشمن سے ناجائز مرعوبیت کا زہر شاہانِ ممالکِ اسلامیہ میں رچا بسا ہے، تو عوام کے رگ و ریشے میں بھی خوفِ دشمناں کا ناپاک خون دوڑ رہا ہے۔

مَیں نے عزیز دوست سے کہا... '' آپ مجھے یہ بتائیں کہ موجودہ مسلم حکمران، مسلمانوں کے کسی مرض کی دَوا نظر نہیں آتے ہیں۔ ان کے حالات دیکھ کر یہ یقین دل کے نہاں خانوں میں جم کر بیٹھ گیا ہے کہ وہ ہمیں ہندومت، عیسائیت اور یہودیت کا غلام بے دام بنانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اب اِن آمروں، ڈکٹیٹروں، ظالموں، بدمعاشوں، لٹیروں، چوروں، ڈاکوؤں، ریاستی دہشت گردوں، باطلی غلاموں اور دولتِ مسلم سے بننے والے نوابوں سے کیسے نمٹا جائے؟ انہوں نے ہمیں بیچا۔ ہمارا خاندان تباہ کیا۔ ہمارے گھر اُجاڑے۔ ہمارا ملک برباد کیا۔ انہوں نے جمہوری راگ کے ذریعے ہمیں رام کیا اور مشہورِ زمانہ 'ہمارے وسیع تر مفاد' میں ظالمانہ ٹیکسوں کی سرنجیں لگا کر خون نچوڑا۔ کیا وقت کا تقاضا یہی نہیں ہے کہ اس نظامِ بدی سے بغاوت کر دی جائے۔ شمشیر لے کر باطل پرستوں کو غارت کر دیا جائے۔ ظالموں کو تباہی کا پیغام دیا جائے۔ دستِ باطل سے وصولے جانے والے وہ پھول، جو مسلم حکمران ''جمہوری پرفیوم'' سمجھ کر اپنی ناک سے لگائے بیٹھے ہیں، انہیں پاؤں تلے روندھ دیا جائے۔ یقیناً وقت کی آواز یہی ہے کہ انسان کو انسانی ساختہ آئین کے شکنجے سے نکال کر رب العالمین کے شرعی و عقلی دستورِ حیات کے سائبان تلے لایا جائے۔ جنہوں نے عدل و انصاف کو کچھ اس طرح سے مٹایا کہ اللہ کی زمین بری طرح کانپ اٹھی ہے، انہیں برابر کا بدلہ دیا جائے۔ ہم کب تک مضحکہ خیز بدنامِ زمانہ ''آئینی، جمہوری، مثبت جدوجہد'' کی کُند چھری سے اپنا گلا کٹواتے رہیں گے؟ کب تک یہودیت، عیسائیت اور ہندومت کی اُس 'تکونی سہ دیواری' میں سرگرداں رہیں گے، جس کو مسلم لیکن نام نہاد حکمرانوں نے ہمارے گرد بلند کر رکھا ہے؟ ہمارے پاس دو راستے ہیں، جن میں سے ایک کا انتخاب بہت ناگزیر ہے۔ پہلا یہ کہ اپنا ضمیر بے غیرتی کے کفن میں لپیٹ کر مفادات، بے حسی اور بے عملی کی اندھی قبر میں دفنا دیا جائے۔ ہم بے غیرتی کو اپنا شعار بنالیں اور چُپ سادھ لی جائے۔ ہم اجتماعی طور پر یہ سوچیں کہ بلی نے ہم معصوم کبوتروں کو نہیں دیکھا ہے۔ ہم شتر مرغ کی مانند اپنی لمبی گردن والا سَر ریت کے ٹیلے میں دھنسالیں کہ یوں آیا ہوا طوفان ٹل جائے گا۔ حاکمِ وقت جو چاہے کرے۔ اس سے الجھا نہ جائے۔ جیو اور جینے دو کی مغربی پالیسی پر عمل پیرا ہوا جائے۔ دوسرا یہ کہ باغیرت بنا جائے۔ بدنامِ زمانہ ''آئینی، مثبت اور پُرامن جدوجہد'' کو لات مار کر اپنا زیور زیبِ تن کر کے مسلح ہو جائیں۔ جذبات کا طوفان اُٹھایا جائے۔ جس کسی کھیت سے دہقان کو روٹی میسر نہیں ہے، اس کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دیا جائے۔ حقوق کے حصول کی آندھی چلائی جائے۔ تب تک ہتھیار نہ رکھے جائیں، جب تک ظالم بھی اپنے انجام کو پہنچے اور حق والوں کو ان کا حق بھی مِل جائے۔ تب تک کے لیے اپنا آرام، چین، سکون اور راحت تج دیں، تا آنکہ ہم اپنا حق حاصل کرلیں۔ ہمیں عزت سے جینے دیا جائے۔''

میرے دوست نے بہت دُور کی کوڑی لاتے ہوئے کہا... '' جناب دوسرا راستہ سخت اور... ناممکن ہے۔ اس پر عمل کرنا جُوئے شِیر لانے کے مترادف ہے۔ مصائب دوگنا ہو جائیں گے۔ تکلیفیں سیاہ رات کی طرح ڈراؤنی اور خوف ناک

ہو جائیں گی۔ بے گناہ مریں گے۔ دہشت گردی پھیلے گی۔ دشمنوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملے گا۔ تخریب برائے تخریب بڑھ جائے گی۔ اس کے واقع کرنے میں ناممکنات کی فہرست شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہے، کس کس کو سامنے رکھوں؟ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔ مَیں نے لقمہ دیا کہ ”آپ کے کہنے کا خلاصہ یہ نکلا کہ پہلا راستہ اختیار کیا جائے۔ اپنے ضمیر کو مار دیا جائے۔ حق کو حاصل نہ کیا جائے۔ ہم فسطائیت کے ظلم سے آنکھیں مُوند لیں۔ حق حاصل کرنے کی تگ و دو کو کارِ فضول جان کر پاؤں کی ٹھوکر مار دی جائے۔“ وہ کہنے لگے کہ ”بس یہی کرنا پڑتا ہے۔ مجبوری ہے۔ ہاتھ بندھے ہیں۔ اسباب مہیا نہیں ہیں۔ طاقت کا فقدان ہے۔ قیادت کا بحران ہے۔ اور ایسے ہی موقعوں پر جب اپنے ساتھ چھوڑتے ہیں، تو یوں لگتا ہے... وہی اس دنیا میں سب سے زیادہ ہم سے انجان ہیں“

تب مَیں نے کہا کہ آپ نے وہ بات کہی ہے، جس کی تعلیم ہمیں قرآن نے نہیں دی ہے۔ جس کی تعلیم ہمیں حدیث نے نہیں دی ہے۔ آپ کی بات میں مایوسی کا عنصر اسی لیے نمایاں ہے کہ آپ نے اسلام کی شاندار تاریخ کا مطالعہ کیا ہے، لیکن اس کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانے سے کتراتے ہیں۔ اسے اپنے افکار میں داخل کرنے کا سوچا تک نہیں ہے۔ اسلام نے مصلحت اختیار کرنے کا کہا ہے، لیکن بزدلی کو اپنا شعار بنانے کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؔ مرحوم نے ایک جگہ لکھا ہے کہ پستی شروع ہونے کے بعد مسلمانوں نے یا تو دوڑنا شروع کر دیا ہے یا پھر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں۔ چلنا بھول گئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام مسلمانوں کے لیے صرف دو چیزیں جائز سمجھتا ہے۔ ایک غیرت کے ساتھ سعادت کی زندگی جیو۔ دوسرا راستہ شہادت کا ہے۔ اس کے علاوہ بیچ کی کوئی راہ مسلمانوں کے لیے ہرگز نہیں ہے۔ غلامی کا کاروبار صرف کافروں کے لیے مختص ہے۔ آپ نے فقہ میں بھی پڑھا ہوگا کہ مسلمانوں نے فلاں علاقے کو فتح کر لیا ہے۔ مسلمانوں نے فلاں کافر کو غلام بنالیا ہے۔ اگر مسلمان کسی علاقے کو فتح کر لیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ یہ کہیں نہیں پڑھو گے کہ مسلمان مغلوب ہو جائیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ مسلمان غلام بنالیا جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ یعنی فقہ لکھنے والوں کے ذہن میں اس بات کا خیال تک نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان مفتوح بن جائیں۔ وہ مغلوب ہو جائیں۔ مسلمانوں کا کوئی قلعہ کافروں نے فتح کر لیا ہے۔ یہ سب آج کی باتیں ہیں۔ اس کی وجہ خود کی بے حسی ہے۔ اس کی وجہ اپنی بے ضمیری ہے۔ اس کی وجہ امامت کا سبق بھول جانا ہے۔ اس کی وجہ دیانت کا عمل ترک کر دینا ہے۔ اس کی وجہ صداقت کا ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اس کی وجہ محکومی کے جراثیم کو اپنے اندر سرایت ہونے دینا ہے...

وہ کہنے لگے کہ ”بس کیا کِیا جائے؟ کچھ سمجھ نہیں آتا۔ کچھ پلّے نہیں پڑتا۔“ ”مَیں نے کہا... اگر زیادہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے درمیان سے مغربی غلاموں کو تو نکالو! بے چارے عوام کو ان سے چھٹکارے کا کیا طریقۂ کار اپنانا ہو گا؟ اچھی لیڈر شپ کا خزانہ کہاں دفن ہے کہ اسے نکال کر قیادت کے بحران کا خاتمہ کیا جاسکے؟ یہ مردہ دل لیے صدارت کی کرسی پر بیٹھنے والے آستین کے وہ کالے ناگ ہیں، جو مسلمانوں کے جسدِ واحد کو بُری طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے خون سے اپنے اقتدار کی پیاس بجھاتے ہیں۔ جب کہ کسی بھی غیرت مند مسلمان کو یہ ناقابلِ برداشت ناپاک حرکت ہرگز بھی گوارا نہیں ہوتی ہے...

اب ان کے پاس دو ہی راستے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کیے بغیر کوئی چارہ، کہیں بھی موجود نہیں ہے۔۔۔ مارو... یا مَر جاؤ!!! اور یہ نعرہ کبھی بھی مت لگاؤ... ”جیو اور جینے دو!“ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہم کافروں کو یہی کہیں گے کہ ”جینے دو اور جیو!“ کیوں کہ جب تک ہمیں سکون کا سانس نہیں لینے دیا جائے گا، تب تک تمہیں راحت نام کی کوئی سوغات کہیں سے نہیں مِل سکتی۔ ہم تب جینے دیتے ہیں، جب ہمیں کوئی جینے دے۔ ورنہ ہم غضب ناک شیر ببر کی طرح بپھر جاتے ہیں اور تب تک دشمن کو نہیں چھوڑتے، جب تک دونوں میں سے کسی ایک کا وقتِ اجل آ پہنچے!

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا
افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ
دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت پہ مسلماں کا خسارہ
دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح وبدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردیٔ مؤمن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

■ ■ ■

صوبہ فراہ سے دشمن کی راہ فرار

فراہ سے دشمن کا صفایا ہوگیا، آنکھوں دیکھا حال:

ضبط وترتیب: میوند سادات

امارت اسلامیہ افغانستان کے عسکری کمیشن نے امارت اسلامیہ کی قیادت کی ہدایت پر ملک بھر میں مجاہدین کی سرگرمیوں کی دیکھ بھال، جائزہ لینے اور مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں ان کے نظم وضبط اورامارت اسلامیہ کے مختلف اداروں کی کارکردگی کی نگرانی کے لئے ملک کے تمام صوبوں کے لئے باصلاحیت افراد پر مشتمل وفود بھیجے۔

امارت اسلامیہ چاہتی ہے کہ ملک کی سطح پر ان وفود کی رپورٹس اوران کی مرتب کردہ سفارشات کی روشنی میں امارت اسلامیہ کے مختلف عسکری اورسول اداروں کومزید منظم اورفعال کرکے ان میں بہتری لائی جائے تاکہ جہادی کارروائیوں کومزید تیز کرکے اللہ تعالی کی نصرت اور مدد سے ان منظم اداروں کی بدولت ملک سے قابض افواج کے قبضے کا خاتمہ اورایک خودمختاراسلامی ملک میں اسلام کاعادلانہ نظام نافذ کیاجاسکے۔

ان وفود کی رپورٹوں کی روشنی میں مرتب شدہ سفارشات سے آگاہی اور مجاہدین کی بہتری کے لئے امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ اورامارت کے دیگر ابلاغ کے ذرائع سے مجاہدین تک بھیجنے کا اہتمام کیاگیاہے۔

جن علاقوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے اوروہاں امارت اسلامیہ کے وفودگئے ہیں، ان کی رپورٹس کوترتیب وارشائع کرنے کاسلسلہ شروع کردیاگیاہے، اس بارصوبہ فراہ کے لئے وفدمیں شامل مولوی عبدالسلام، مولوی نصراللہ اور قاری عبدالمالک کی جانب سے پیش کی گئی رپورٹ کومرتب کرکے قارین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

رقبے کے لحاظ سے صوبہ فراہ کاشمارافغانستان کے بڑے صوبوں میں ہوتاہے، اسٹریٹجک اہمیت کے پیش نظر دشمن نے کئی بار سرتوڑکوششیں کیں کہ یہ صوبہ اپنے زیرکنٹرول لاکر آزادی کے لئے اٹھنی والی عوام کی آوازخاموش کردیں لیکن اللہ تعالی کی مدد سے دیگر صوبوں کی طرح یہاں پر بھی دشمن کی تمام ترسازشیں ناکام رہیں، قابض دشمن نے عوام کوطاقت، لالچ اوروحشت سے غرض ہر حربہ استعمال کرکے دبانے کی کوشش کی لیکن نتیجہ برعکس برآمدہواعوام کواپنے تابع کرنے کے بجائے ان کے خلاف متحد ہوگئے جس کی بدولت مجاہدین کی جہادی سرگرمیاں تیز ہوگئیں۔

جب ہم ہلمند سے فراہ گئے تووہاں ہم نے اپنے شیڈول کے مطابق مختلف اضلاع بالابلوک، بکوا، فراہ رود، پرچمن، گلستان اوردیگراضلاع اورعلاقوں کاتفصیلی دورہ کیاوہاں ہم نے عوام، قبائلی معتبرین، قومی سربراہوں، علماء کرام اور مجاہدین کے ساتھ عسکری اوراجتماعی امورپر مفصل بحث اور سیر حاصل گفتگو کی اورانہیں بھی امارت اسلامیہ کی قیادت کی نیک تمنائیں، پیغامات اورہدایات پہنچادی گئیں۔

ہم نے دورے کے دوران مختلف اضلاع اورعلاقوں میں وہاں کے مقامی لوگوں سے صورتحال کے بارے میں سوالات کئے، ان کا کہناتھاکہ ہم اللہ تعالی کابے حدمشکورہیں کہ اس نے ہمیں امیرالمومنین ملامحمد عمرمجاہدجیسامدبر، نڈراور مخلص امیرعطاکیاہے، جنہوں نے دنیامیں دوسرے بادشاہوں کی طرح عصرحاضرکے فرعون[امریکہ]کی غلامی کی بجائے عزت اور جوانمردی کی زندگی کوترجیح دی، اپنی حکومت کی قربانی دیکرامریکی سامراج کے خلاف مزاحمت کاراستہ اختیار کیالیکن اسلامی اقداراور عوامی مفادات پرکوئی سمجھوتہ نہیں کیا، دنیامیں لوگ اقتدارتک رسائی کے لئے استعمار کی غلامی پر فخر کرتے ہیں، چندروزاقتدار کی خاطر استعمار کی بالادستی اور غلامی کو قبول کرلیتے ہیں، عوام کا قتل عام کرتے ہیں، اسلامی اقدار کوپاؤں تلے روندتے ہیں، اپنی تہذیب کی توہین کرتے ہیں یہاں تک اپنی ماں[سرزمین]فروخت کرتے ہیں، کابل حکومت اور حامدکرزئی نے ملکی سلامتی اوراستحکام کوخطرے میں ڈال کرچندروز عیش وعشرت کی خاطرملک کی خودمختاری کاسوداکیامغرب کے حواریوں کودعوت دی، خواتین، بوڑھوں اوربچوں کو قتل کیاجارہاہے، معدنیات کی لوٹ مارشروع ہے، ہم اپنے مجاہدین سے بہت خوش ہیں کہ انہوں نے ہمیں قابض وحشی صفت درندوں اوران کے مقامی حواریوں کے ظلم وبربریت سے نجات دلادی، مجاہدین بڑی جرات سے عوام کی خدمت کررہے ہیں، ہم نے ہمیشہ مجاہدین

سے کہا ہے اور اب آپ کے سامنے ان سے کہیں گے کہ ہم سر مال کی قربانی کے لئے تیار ہیں، ہم مجاہدین کی حمایت میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، وہ اپنے سروں کی قربانی دے رہے ہیں کیا ہم ان کے لئے اتنی قربانی بھی نہیں دے سکتے کہ ان کی قیام وطعام کا بندوبست کریں۔

یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مجاہدین ہمارے ساتھ رہتے ہیں، ہم بڑے خلوص کے ساتھ ان کی خدمت کر رہے ہیں، ہمیں ان لوگوں کے حال پر رحم آتا ہے جو مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور حقیقت کے برعکس باتیں کرتے ہیں، دشمن کے زیر اثر چلنے والے ذرائع ابلاغ اور بالخصوص ریڈیو کی دلیل پر مجاہدین کو اغیار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر اور پاکستان اور ایران کی جنگ قرار دیتے ہیں اور امریکیوں کو امن پسند اور ترقی پسند قرار دیتے ہیں، ان باتوں میں کوئی حقیقت نہیں حقیقت اس کے برعکس ہے، مجاہدین ہمارے بھائی ہیں، ہمارا دین، ملک، تہذیب اور نفع ونقصان مشترکہ ہیں، امریکی ہمارے دین، تہذیب اور ملک کے دشمن ہیں، نہ ہمارے درمیان مذہب کا اشتراک ہے، نہ تہذیب کا اور نہ ہی ملک اور مفادات ایک ہیں پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ہم آخر کیوں اپنے مجاہدین بھائیوں کو دشمن اور اپنا برملا دشمن کو دوست قرار دیتے ہیں۔

وفد میں شامل رہنماؤں اور مقامی ذمہ داران نے مجاہدین کے ساتھ تعاون پر عوام کا شکریہ ادا کیا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا، انہوں نے ملک کی آزادی، قابض دشمن افواج اور ان کے مقامی حواریوں سے نجات اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اجتماعی دعا کی۔

صوبہ فراہ میں مجاہدین نہایت فعال اور کثیر تعداد میں موجود تھے، دشمن کے مورچوں پر مسلسل حملے کر رہے تھے، بہت سارے علاقوں سے دشمن کی فوجیں نکل چکی تھیں، بڑے فوجی اڈے خالی کر کے بھاگ گئی تھیں، دشمن افواج صرف چند ایک فوجی اڈوں میں موجود تھیں، ان میں یہ سکت نہیں تھی کہ مجاہدین پر حملہ کریں، مجاہدین ان پر مزائل سے حملے کرتے تھے، صوبہ فراہ سے قندہار اور ہرات کی شاہراہ گزرتی ہے جو دشمن کی سپلائی کا اہم ذریعہ ہے اس شاہراہ پر اکثر وبیشتر مجاہدین حملے کرتے رہتے ہیں، شمال اور جنوب کی جانب سے مجاہدین امریکی سپلائی پر تابڑ توڑ حملے کرتے ہیں جس سے دشمن کو ہر بار بھاری جانی ومالی نقصان پہنچتا ہے اور مجاہدین کے ہاتھ مال غنیمت کا سامان آجاتا ہے۔

فراہ میں مجاہدین نے دشمن پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے، مجاہدین فاتح اور دشمن مغلوب ومرعوب حالت میں موجود ہے، فضا مکمل طور پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے حق میں بنی ہوئی ہے، دشمن نہایت ذلت آمیز اور رسواکن حالت سے دوچار ہے، دشمن نے راہ فرار اختیار کر رکھی ہے اور افغان فورسز مایوس کن حالات سے دوچار ہیں۔ بہت سارے لوگ جو دشمن کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر امریکیوں کی خدمت میں کھڑے تھے اب اپنے اس عمل پر پشیمان ہو گئے ہیں، وہ امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن سے رابطہ قائم کر کے حکومتی صفوں سے نکل رہے ہیں، جوق درجوق مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں، وہ اسلحہ بھی اپنے ساتھ لاکر مجاہدین کے سپرد کر رہے ہیں، انہیں امارت اسلامیہ کی جانب سے مکمل حفاظت کی ضمانت دی جاتی ہے اور جنہوں نے دشمن پر حملہ بھی کیا ہو انہیں انعام سے بھی نوازا جاتا ہے۔

فراہ کے مجاہدین نے دورے کے دوران ہماری مکمل راہنمائی کی اور ہمیں اپنی مشکلات اور مسائل سے اگاہ کیا انہوں نے قیادت کی جانب سے وفد بھیجنے پر مسرت کا اظہار کیا۔ صوبہ فراہ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین ہمارے اندازے سے کئی گنا زیادہ منظم اور فعال تھے، دورے کے دوران جب ہم ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف سفر کرتے تھے تو گاڑی پر امارت اسلامیہ کے امن اور شریعت کا سفید جھنڈا بھی لہراتا تھا اور بغیر کسی خوف وخطر کے ہم منزل مقصود کی جانب گامزن ہوتے تھے، فراہ کے مختلف اضلاع میں مجاہدین کی کامیابیوں، پیشرفت، مضبوط ارادوں اور بلند مورال نے ہمیں یہ خوشخبری دی کہ ان شاء اللہ عنقریب بدترین شکست سے دوچار دشمن کی فوجیں ملک کے طول وعرض سے نکل جائیں گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم نے فراہ کی صورتحال قریب سے دیکھ کر یہ اخذ کیا کہ جو کچھ قابض دشمن اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے یا زر خرید میڈیا پر لوگ سن رہے ہیں وہ سفید جھوٹ ہے اور حقیقت اس کے برعکس ہے، بہت سارے علاقوں میں مجاہدین نے دشمن کو شکست دی تھی اور پسپائی پر مجبور کر دیا تھا جو علاقے فتح کئے جا چکے تھے وہ اتنے وسیع تھے کہ ہم نے کئی دن تک وہاں سفر کیا لیکن دشمن کا نام ونشان تک نہیں ملا، مقامی لوگ امارت اسلامیہ کے سلوک سے خوش اور مطمئن نظر آرہے تھے، اپنے مسائل امارت اسلامیہ کی عدالتوں کے ذریعے حل کرتے تھے، تمام شعبوں عدالتی، تعلیمی، معاشی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لئے صرف امارت اسلامیہ سے رجوع کرتے تھے۔ اللہ تعالی مجاہدین کی مقدس قربانیاں قبول فرمائے اور تعاون پر افغان ملت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ سال صوبہ پکتیکا سے امریکیوں کے فرار کا سال تھا۔

پکتیکا کے جہادی امور کے معاون سے گفتگو

گفتگو: حبیب مجاهد

صوبہ پکتیکا افغانستان کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ جس کے مشرق اور جنوب میں پاکستانی سرحد اور شمال میں غزنی اور پکتیا اور مغرب میں زابل اور غزنی کے صوبے واقع ہیں۔

صوبہ پکتیکا کا رقبہ 19482 کلو میٹر اور آبادی ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے۔ صوبہ پکتیکا جو صوبہ خوست کی طرح ماضی میں پکتیا کا حصہ رہا 1358 ھ ش سال میں کمیونسٹوں کے دور حکومت میں الگ صوبے کے طور پر اس کا اعلان کیا گیا۔ پکتیا مرکز ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہ صوبہ بائیس اضلاع پر مشتمل ہے جن میں مٹاخان، سرروضہ، یوسف خیل، یحییٰ خیل، اور گون، نکہ، زیڑوک، برمل، اومنہ، زرغون شہر، چارباران، جانی خیل، گومل، سروبی، ڈیلہ، خوشامند، وازہ خوا، تروو، وڑمی اور گیان خیل کے علاقے شامل ہیں۔

صوبہ پکتیکا افغانستان کے ان صوبوں میں سے ہے جہاں امریکی جارحیت کے خلاف جہاد پوری قوت سے جاری ہے۔ اس صوبے میں جہادی صورتحال کیا ہے؟ اس حوالے سے اس صوبے کے جہادی امور کے معاون عبداللہ حماد سے ہونے والی گفتگو نذر قارئین ہے۔

سوال: سب سے پہلے ہمارے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد: میرا نام عبداللہ اور عرفیت حماد ہے۔ صوبہ غزنی کے ضلع مقر کا رہنے والا ہوں۔ طویل عرصے تک وہیں پر جہادی امور کی انجام دہی میری ذمہ داری تھی۔ گذشتہ چند مہینوں سے پکتیکا کے جہادی امور کے معاون کی حیثیت سے یہاں میری تعیناتی ہوئی اب بھی وہی ذمہ داریاں نبھا رہا ہوں۔

سوال: اس سال پکتیکا میں جہادی حالات کے حوالے سے ایسی کوئی قابل ذکر کامیابی کیا تھی جو آپ ہمیں بتا سکیں؟

جواب: صوبہ پکتیکا میں اس سال میدان جہاد میں آنے والی ایک بڑی تبدیلی یہ تھی کہ ہزاروں وہ امریکی فوجی جو ایک عشرہ پہلے یہاں آئے تھے اور اس صوبے کے مختلف علاقوں میں پختہ کیمپ اور بنکر بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ گذشتہ دس سالوں سے مسلسل مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنتے رہے۔ بالآخر اس سال اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اپنے کیمپ چھوڑ کر فرار ہوجائیں۔ اس لیے اس سال انہوں نے اپنے کیمپ خالی کر دیے۔

2013 میں تقریبا بڑی حد تک پکتیکا سے جارحیت پسند فرار ہوگئے۔ اور وہ اڈے جو انہوں نے بڑی مشکلات اور بھاری بھر کم اخراجات سے بنائے تھے وہ چھوڑ کے چلے گئے۔ ابھی اس وقت جو میں آپ سے بات کر رہا ہوں صرف "اور گون" اور ضلع خیر کوٹ کے علاقے سہ گانی میں امریکی فوجی موجود ہیں۔ انتہائی محدود تعداد میں کچھ فوجی "شرنہ" میں بھی ہیں باقی الحمدللہ پکتیکا سے امریکی فوجی اور دیگر جارحیت پسند مکمل طور پر فرار ہوچکے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں امریکیوں کے فرار کی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔ وہ کون سے عوامل ہیں جس نے امریکیوں کو فرار پر مجبور کر دیا ہے؟

جواب: مجھے پورا یقین ہے امریکی جو بہت غرور سے پکتیکا اور افغانستان کے دیگر علاقوں میں آئے تھے۔ صرف اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت مجاہدین نے انہیں شکست دی اور وہ فرار ہوگئے۔

شروع میں وہ جس قوت سے آئے تھے، کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں ایسی شکست کا بھی سامنا ہوگا۔ مگر الحمدللہ مجاہدین نے اللہ کی ذات پر پورا یقین رکھتے ہوئے ہمت نہیں ہاری، شہادتیں، تکالیف اور طرح طرح کی مشکلات برداشت کیں یہاں تک کہ اللہ کی مدد سے دشمن فرار پر مجبور ہوگیا۔ پکتیکا میں لواڑہ، برمل، زیڑوک اور کچھ دیگر علاقوں میں امریکیوں نے انتہائی مضبوط اڈے قائم کیے ہوئے تھے۔ وہی لواڑہ، برمل اور مرغی کے کیمپ جو کبھی ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے، اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت دشمن وہاں سے فرار ہوگیا اور وہ مکمل تباہ ہوگیا۔

سوال: پکتیکا میں کتنے اضلاع مکمل طور پر فتح ہوچکے ہیں؟

جواب: پکتیکا میں اب تک تین اضلاع نکہ، چارباران اور ڈیلہ مکمل طور پر فتح ہوچکے ہیں اور مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ پہلے ان علاقوں میں دشمن موجود تھا مگر اب یہ مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

سوال: لوگوں کا کہنا ہے کہ امریکی تو مختلف علاقوں سے نکل گئے ہیں مگر ان کی جگہ افغان نیشنل آرمی، اربکی اور دیگر لوگوں کو چھوڑ گئے ہیں۔ کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ امریکی مزدوروں کی بساط بھی لپیٹ دی جائے گی؟

جواب: ہمیں پورا یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالی کی نصرت سے امریکا شکست کھاکر فرار ہوگیا اسی طرح اس کے تنخواہ خوار ملازم بھی شکست کھاجائیں گے۔ ہماری اصل مشکل جارحیت پسند اور امریکی تھے جو ہر طرح سے داخلی فوج سے زیادہ تربیت یافتہ، منظم اور طاقتور تھے جب وہ بھاگ گئے ہیں تو یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ مجاہدین نے اب بھی داخلی اور ملکی فوج کے خلاف جہاں جہادی آپریشنوں کا سلسلہ شروع کیا ہے وہاں ان کو دعوت دے کر جنگ سے روکنے کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے جس کا الحمد للہ بہت اچھا نتیجہ آرہا ہے

سوال: آپ نے دعوت وارشاد کے حوالے سے بات کی۔ اب تک دشمن کے افراد نے آپ کی دعوت قبول کی ہے؟ یا کوئی علاقہ ایسا بھی ہے جو بغیر کسی جنگ کے دشمن نے خالی کرایا ہو؟

جواب: جی ہاں پکتیکا میں دعوت کا پروگرام بہت اچھا جارہا ہے۔ اجمالی اعداد وشمار کے مطابق صرف "کٹواز" کے اطراف میں مختلف اضلاع میں 200 سے زیاد افراد جن میں اکثر اربکی تھے مخالفت سے دستبردار ہوکر مجاہدین سے مل گئے۔ ضلع "سرہ روضہ" کے مارزکو کا علاقہ جو انتہائی وسیع علاقہ ہے عام لوگوں کے تعاون سے مکمل طور پر خالی ہوگیا۔ اسی طرح برمل کے علاقے شکین میں 72 اربکیوں اور حکومتی فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالدیے۔ اور اپنے تمام جنگی وسائل مجاہدین کے حوالے کردیے۔

سوال: پکتیکا میں عام لوگوں کا میلان کس جانب ہے؟ کیا یہاں مجاہدین کو عوامی حمایت حاصل ہے؟

جواب: پکتیکا کے چند محدود علاقوں کے علاوہ جہاں دشمن نے عوام پر سخت مظالم ڈھائے ہیں جو اضطراری کیفیت میں ہیں پکتیکا کے عام لوگ مجاہدین سے مکمل تعاون کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوبے کا اکثر حصہ مجاہدین کے زیر کنٹرول ہے۔

پہلے کچھ علاقوں میں لوگوں کو حکومت سے ہمدردی تھی۔ اب جب حکومت نے وہاں اربکیوں کو مسلط کردیا تو وہاں کے لوگوں کو دشمن سے سخت نفرت پیدا ہوگئی۔ اگرچہ وہ بظاہر واضح طور پر کچھ نہیں کہتے مگر دلوں میں انہیں دشمن سے سخت نفرت ہے۔

جن علاقوں میں عوام کا بس چلتا ہے وہاں دشمن کے لوگوں کو رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ پکتیکا کے مرکز شرنہ میں امریکیوں نے چند گاؤں میں اربکیوں کی چیک پوسٹیں بنائیں مگر کچھ عرصہ بعد اربکیوں کے مظالم اور نامناسب حرکتوں سے تنگ آکر لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اوربیک آواز حکومت کو جواب دیا۔ بالآخر اربکیوں کو وہاں سے بھگادیا گیا۔

پکتیکا خصوصا یحی خیل، وازیخوا، جانی خیل، سروبی اور کچھ دیگر علاقوں میں حکومتی فوجیوں اور اربکیوں نے عام لوگوں پر انتہائی شدید مظالم ڈھائے۔ دشمن کے اسی ظالمانہ کردار کی وجہ سے ہی لوگوں میں ان کے خلاف نفرت پھیل گئی ہے۔

سوال: اس سال پکتیکا میں ہونے والی چند اہم اور کامیاب جہادی کارروائیوں کا ذکر اگر ہوجائے، یہ بھی بتائیں کن علاقوں میں کتنی کارروائیاں ہوئی ہیں؟

جواب: پکتیکا میں اس سال کچھ بڑے اور اہم حملے ہوئے۔ پکتیکا کے مرکز شرنہ میں دشمن کے اہم مراکز پر فدائی مجاہدین کے گروپ حملے ہوئے جن میں دشمن کو انتہائی بھاری نقصانات پہنچائے گئے۔ سرہ روضہ میں دشمن کے مرکز پر موٹر بم کے ذریعے بہت بڑا فدائی حملہ ہوا جس نے وہاں دشمن کا مکمل خاتمہ کردیا۔

پکتیکا میں دشمن کے چند اہم افراد جیسے جانی خیل میں "سادول" نامی ایک بڑا کمانڈر اور اس کے بعد دو اور اربکی اور پولیس کمانڈر ختم کیے گئے۔ ضلع ارگون میں بھی دشمن کے بڑے کمانڈر کا خاتمہ کیا گیا۔

صوبہ پکتیکا بہت صوبہ وسیع ہے جس میں 22 اضلاع ہیں۔ ان تمام اضلاع میں جہادی امور جاری ہیں۔ تمام اضلاع کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو شاید زیادہ وقت لگ جائے اور تحقیقی اعداد وشمار تو شاید ناممکن ہوں مگر مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ پکتیکا میں جہادی کارروائیاں ہماری امیدوں کی مطابق ٹھیک چل رہی ہیں۔ ہمارے کچھ عرصہ پہلے آنے والے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ سرروضہ میں 107 کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اس صوبے میں کارروائیوں کی سطح کتنی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 37 پر ملاحظہ فرمالیں

سیکیورٹی معاہدہ اور افغانوں کے مفادات

شاہد غزنیوال

مشاورتی لویہ جرگہ کے انعقاد کے بعد سے کرزئی اور امریکا کے درمیان سیکیورٹی معاہدے کے حوالے سے بحث میں شدت آگئی ہے۔ کئی ایسے میڈیا ادارے جو افغانستان میں امریکی جارحیت کے سائے میں وجود میں لائے گئے اور امریکی امداد ہی سے وہ پل رہے ہیں اس معاہدے کے حق میں خبریں نشر کررہے ہیں ۔ اس معاہدے کو افغانوں کی ضرورت اور مفاد قرار دے رہے ہیں۔ ہم یہاں امریکیوں کے ان اسٹریٹجک اہداف پر روشنی ڈالیں گے جو وہ اس معاہدے کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان اقتصادی اخراجات پر بھی طائرانہ نگاہ ڈالیں گے جو امریکا نے افغانستان میں اپنی جارحیت کو استحکام دینے کے لیے مالی تعاون کے نام پر کیے ہیں یا ابھی مزید کرنا چاہتا ہے۔

امریکی اقتصادی تعاون اور ان کے متعین کردہ اہداف:

وہائٹ ہاؤس نے اپنے ماتحت یا حامی ممالک کے ساتھ اقتصادی تعاون کے لیے ایک خاص ادارہ قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ United States Agency for International Development (USAID) کے نام سے قائم ہے جس کی بنیاد 1961 میں امریکی صدر جان ایف کینیڈی نے رکھی تھی۔ جو ہر سال متعین ممالک کے ساتھ اپنے متعینہ حدود تک تعاون کرتا ہے۔

یہ ادارہ اگرچہ انتظامی لحاظ سے ایک مستقل ادارہ ہے مگر اس ادارے کا تمام تر تعاون امریکی انتظامیہ، وزارت خارجہ اور کانگریس کی رہنمائی وہدایات کے مطابق انہیں ممالک میں تقسیم کیا جاتا ہے جن کے بارے مذکورہ تینوں ادارے فیصلہ دیں۔ یہ تعاون ان مخصوص اہداف اور منصوبوں کی تکمیل کے لیے کیا جاتا ہے جن کی منصوبہ بندی امریکی انتظامیہ، کانگریس اور وزارت خارجہ کی جانب سے کی جاتی ہے۔ افغانستان سے ماضی میں ہونے والا تعاون جسے امریکا افغانوں سے تعاون قرار دیتا ہے دراصل ان کے فوجی و انٹیلی جنس امور کی انجام دہی پر ہونے والے اخراجات ہیں جس کی تکمیل USAID ہی کے ذریعے کی گئی۔ مستقبل میں ہونے والا تعاون بھی امریکی حکومت کے بنائے گئے منصوبوں اور رہنمائی کے مطابق ہوگا۔

افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد سے اب تک امریکا کی جانب سے افغانستان کے لیے 110 ملین ڈالر سالانہ کے حساب سے بجٹ متعین کیا گیا جو امریکی فوج کی جانب سے ان کے منصوبوں پر خرچ کیا گیا۔

وہ اخراجات بھی اسی تعاون میں شامل کیے جاتے ہیں جو گذشتہ 12 سالوں میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹروں اور فوجی سامان کے نقل وحمل کے دوران تیل اور گاڑیوں کی ریپئرنگ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ افغانستان میں امریکی ہیلی کاپٹروں کی پروازیں اور ان کے فوجی وسائل کا نقل وحمل سب کے سب افغانوں کے قتل ، ان کے گھروں کو مسمار اور ان کے بچے کھچے اقتصادیات کو ملیامیٹ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ امریکی ہماری بستیوں کی تباہی ، ہمارے ہم وطنوں کو شہید کرنے اور انہیں جیلوں میں بند کرنے کے اخراجات بھی ہمارے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اب بار بار یہ بات بھی کی جارہی ہے کہ اگر ان کے ساتھ ہونے والے سیکیورٹی معاہدے پر دستخط نہ ہوئے تو وہ اپنی امداد ختم کردیں گے

امریکیوں کی جانب سے گذشتہ بارہ سالوں میں جو تعاون عوامی شعبے میں کیا گیا ہے وہ بھی ان کے فوجی حکام (پی آرٹی) کی نگرانی میں ان کے عسکری پروگراموں کی راہ ہموار کرنے کے لیے تقسیم کیا گیا۔ یہ تعاون سارا کہ سارا باقاعدہ منصوبہ بندی سے حکومتی بدانتظامی ، کرپشن اور اجتماعی خرابیوں کے پھیلانے کے لیے صرف کیا جاتا ہے۔ ابھی تک پورے افغانستان کی سطح پر ایسی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کہ یہ امداد پوری دیانت داری سے زیر تکمیل منصوبوں پر خرچ کی گئی ہو۔

افغانوں کو کابل شہر تک میں بنیادی انسانی حقوق میسر نہیں۔

صدارتی محل کے گرد چند کلومیٹر میں آنے جانے کے عام راستے

انتہائی خراب ہیں۔ کابل شہر کے اکثر حصوں میں بجلی بد انتظامی کا شکار ہے۔ پینے کا پانی اور زندگی کی دیگر ضروریات شہریوں کو میسر نہیں۔ بیروزگاری، غربت اور گداگری اپنے عروج پر ہے

یہ تو کابل شہر کی حالت ہے جہاں امریکیوں سمیت عالمی برادری کے 48 ممالک کی امداد آرہی ہے۔ کابل سے باہر دیہی علاقوں میں خصوصاً جنوبی اور جنوب مغربی صوبوں میں وہاں کے لوگ تعمیر نو نام کی کسی چیز سے واقف نہیں۔ امریکیوں کی جانب سے اربوں روپے کا تعاون ہونے کے بعد بھی اگر دارالحکومت کابل کی یہ حالت ہے تو آئندہ جب سکیورٹی معاہدے کے مطابق امریکی تعاون صرف عسکری شعبے تک محدود ہو جائے گا تب امریکی امداد سے افغان عوام کو کیا فائدہ ہو گا۔

جو نظام امریکیوں کے تعاون سے ابھی وجود میں آیا ہے یا اس کے بعد امریکی انتخابات کی ذریعے وجود میں لایا جائے گا اس کی بنیاد ہی چوری، لوٹ مار اور کرپشن پر رکھی گئی ہے۔ یہ حکومت خود امریکیوں کے اعتراف کے مطابق دنیا کا سب سے زیادہ کرپٹ نظام ہے۔ امریکیوں کے مطابق اس نظام میں کام کرنے والے مختلف مافیاز اب تک افغانستان سے ہونے والی عالمی قوتوں کے تعاون میں سے کروڑوں ڈالر چوری کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی پورے زوروشور سے جاری ہے۔ عام آدمی کو اس تعاون سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

سکیورٹی معاہدے کے نقصانات:

ہم اس سے قبل کہہ چکے ہیں کہ امریکیوں کو قطعی اس بات کی فکر نہیں کہ ان کی دی ہوئی امداد سے عام افغانوں کو خوشحالی ملے۔ انہوں نے اب تک افغانوں کے ساتھ جو کچھ تعاون کیا وہ درحقیقت اپنی جارحیت کو مزید دوام بخشنے کے لیے کی جانی والی سرمایہ کاری تھی۔ اس سرمایہ کاری کا فائدہ خود امریکا نے اپنی عسکریت، پروپیگنڈے اور فکری جارحیت کو دوام دے کر حاصل کیا۔ اب بھی اگر امریکا سکیورٹی معاہدے پر زور دے رہا ہے تو اس کا مقصد بھی اپنے اسٹریٹجک اہداف کا حصول ہے۔ جس سے افغانوں کی سکیورٹی کو اور بھی خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔

امریکی چاہتے ہیں اس سکیورٹی معاہدے کے ذریعے افغانستان اور خطے میں امریکی نفوذ کے لیے راستہ ہموار کر دیں۔ اس کی خواہش ہے افغانستان میں اپنے 9 دائمی اڈوں کے ذریعے افغانستان اور وسطی ایشیاء میں اپنے اقتصادی اور سیاسی حریف چین کے بڑھتے اثرورسوخ کا راستہ روکے اور ایران کے ایٹمی مراکز کی نگرانی کرے۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف امریکی مفادات کو تحفظ دینے کے لیے ہو گا۔ افغانستان کو ممکنہ فوائد سے زیادہ یقینی نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔ کیوں کہ ایسی صورتحال میں امریکا کے علاقائی مخالفین مقابلے کے لیے اقدامات کریں گے جس کے نتیجے میں افغانستان حریف قوتوں کے درمیان عسکری رقابت کا میدان بن جائے گا اور آئندہ دس سال کے لیے مزید یہاں جنگ کی آگ جلے گی جس میں افغان ہی ایندھن بن کر جلیں گے۔

جس عنوان سے بھی ہو افغانستان میں امریکیوں کی موجودگی کا مطلب یہاں جنگ کو مزید طول دینا ہے کیوں کہ یہاں افغان عوام بھی اپنے ملک میں اس بات پر تیار نہیں کہ ان کے ملک میں امریکی موجود رہیں اور نہ افغانستان کے پڑوسی ممالک اس بات کو برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کے پڑوس میں ایسی قوت موجود رہے جو ان کے حرکات اور فوجی مراکز کی نگرانی کرتا رہے۔ ایک جانب سے افغان اپنے ملک کی دفاع کے لیے امریکیوں کے خلاف جنگ میں مصروف رہیں گے اور دوسری طرف پڑوسی ممالک اپنے حریف امریکیوں کی تباہی کے لیے اقدامات کریں گے جس سے آگ کے شعلے اور بھی شدت سے بڑھکنے لگیں گے جس میں زیادہ نقصان افغانوں ہی کا ہو گا۔ امریکا چاہتا ہے دنیا کی شریر ترین قوم بن کر افغانستان اور اس کے پڑوسی ممالک کے درمیان نفرت اور تصادم کی ایسی فضا قائم کرے جس سے امریکیوں کو بآسانی اپنی بقاء اور یہاں رہنے کا بہانہ میسر آئے۔ گذشتہ دو سالوں سے افغانستان اور پاکستان کے مشرقی سرحدی علاقوں میں ہم نے امریکی شیطنت کے ایسے حرکات کا مشاہدہ کیا جنہوں نے جنگ کے آغاز کے بعد تماش بینوں کی حیثیت سے اس جنگ کا تماشہ کیا۔

خلاصہ: "سکیورٹی" معاہدہ سے واقعتاً افغانستان میں امریکی مفادات کو تحفظ اور سکیورٹی ملے گی۔ مگر افغانوں کو اس سے تباہی اور بے یقینی کی صورتحال کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ محب وطن افغان کسی طور پر بھی اس طرح کے سکیورٹی معاہدے تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں گے اور ایسے معاہدوں کی روک تھام کے لیے مسلح جہاد کو مسلسل دوام دیتے رہنا ہی ان کے لیے سب سے بہتر آپشن ہے۔

امریکا اور کچھ سابقہ لیڈر

جمال الدین ادیب

چوتھی صدی ہجری کے درمیان میں جب اندلس میں اموی خلافت ختم ہوگئی، تو اس کی جگہ طوائف الملوکی نے لے لی۔ اندلس کے ہر شہر پر ایک خاندان حاکم ہوگیا۔ ہر خاندان نے الگ الگ حکومت بنائی۔ اندلس میں امویوں کی خلافت دنیا کی تاریخ میں اسلامی حکومت کا وہ بے مثال دور ہے آج کا ترقی یافتہ مغرب بھی جس کا مقروض ہے۔ اسلام کے مفتوحہ علاقوں میں کہاں اسلام کا مثالی نظام حکومت یا نظام خلافت کے خاتمے کے بعد وہ طوائف الملوکی جس نے دنیا کا ہر اختلاف پیچھے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ یورپ کے سیاہ دور کی درمیانی صدیوں میں ہونے والی جنگوں اور جزئی حکومتوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔

ان خاندانی بادشاہوں میں اشبیلیہ شہر کا مالک قاضی عباد تھا، جو اشبیلیہ میں آمرانہ حکومت کا قاضی تھا۔ اس نے اشبیلیہ میں "آل عباد" خاندان کو حکومت دلائی۔ مار دھاڑ اور مظالم میں یہ حکومت آس پاس کے دیگر مظالم سے مختلف نہ تھی۔ قاضی عباد ایک چالباز حاکم تھا۔ اس نے علماء اور دانشور کو اپنے گرد جمع کر رکھا تھا۔ اس کی چال یہ تھی کہ اس نے اپنی بادشاہت کو شورائی حکومت کی شکل دی تھی۔

عباد کو خبر تھی کہ آمرانہ حکومت کے دور عروج میں اموی خاندان کا ایک نظر بند رکن "ہشام المؤید" اپنے محل سے بھاگ کر روپوش ہوگیا تھا۔ اس نے کوشش کی کہ ہشام کو ڈھونڈ نکالے اور اس طرح اندلس کے عوام کے دل جیت لے۔ کہ ہم نے امیر المؤمنین کو ڈھونڈ لیا ہے اور پھر سے امویوں کو حکومت دلا دی ہے، عوام کا لانعام پر عباد خاندان کی حکومت ہوگی اور وہ ہشام کو اس بہانے سے کہ اس کی زندگی کو خطرہ ہے لوگوں سے خفیہ رکھیں گے۔ ہشام سے لوگوں کا مستقل رابطہ نہیں ہوگا اور عباد خاندان عوامی بغاوت سے محفوظ رہے گا۔

ایسا ہی کچھ ہوا۔ اشبیلیہ شہر میں ایک تاجر "خلف الحصری" کو ہشام سے مشابہت کا دعویٰ کر کے گرفتار کیا گیا۔ اسے اشبیلیہ کے محل میں لایا گیا۔ وہ اپنی موت تک اس بات کا منکر رہا کہ وہ ہشام ہے مگر عباد خاندان نے اسے اصرار کر کے کہا کہ وہی ہشام ہے۔ اسے الگ محل، باندیاں اور خصوصی محافظ دیے گے۔ اسے خلیفہ کا لباس پہنایا گیا۔ مؤرخین نے "خلف" کو ایک نیم پاگل شخص قرار دیا ہے۔ اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اسے خوب معلوم تھا کہ وہ ہشام نہیں مگر اس کے باوجود خود کو امیر المؤمنین سمجھتا تھا۔

خلف نے پہلی بار جب اپنا شاہی محل دیکھا تو سمجھا کہ وہ جنت میں آگیا ہے۔ مگر جب وہ اپنے آپ سے پوچھتا کہ اسے موت کب آئی تھی؟ سوال کا جواب وہ خود اپنے آپ کو دیتا کہ ہو سکتا ہے کہ اسے اچانک موت آگئی ہو!! اس کے سوانح میں آتا ہے کہ وہ کبھی کبھی خود کو واقعتاً امیر المؤمنین سمجھتا اور ٹیکسوں کا مطالبہ کرنے لگتا۔ مگر جب قاضی عباد کے وزراء اسے اس کی حقیقت یاد دلاتے تب وہ اپنی طرف متوجہ ہو جاتا۔

قاضی عباد کے لوگ ایک مرتبہ اسے اشبیلیہ شہر میں لے آئے اور اعلان کیا کہ ہم نے ہشام کو ڈھونڈ لیا ہے۔ اور اب اسے ہم تخت نشین کر رہے ہیں۔ عبادیوں کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح سے دوسرے شہروں پر حاکم خاندانوں کی حکومت کا راستہ روک دیں گے اور خود کو ایک طرح کا قانونی حاکم بنا دیں گے۔ جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوگئے۔

عباد کے لوگوں نے خلف سے کہہ رکھا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہوگیا کہ تم ہشام نہیں ہو یا تم نے لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کی تو وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔ ایک دن محل میں وہ اپنی لامحدود نظر بندی سے تنگ آگیا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ باہر نکلے، اس نے اپنے مطالبے پر اصرار کیا جس کا انجام اس کی موت کی صورت میں ظاہر ہوگیا۔ اس کی تدفین بھی نماز جنازہ کے بغیر کی گئی۔

افغانستان کی حالیہ غیر قانونی حکومت بھی امریکی منصوبے کے مطابق سابقہ لیڈروں کو خلف حصری کی طرح استعمال کر رہی ہے۔ امریکا ان سابقہ لیڈروں کو اپنے ساتھ ملا کر افغانوں کے انتقام سے خود کو محفوظ نہ رکھ سکا مگر امریکیوں کی ہمراہی کر کے انہوں نے اپنا کردار صفر کر دیا۔ امریکیوں نے ان لیڈروں کے زیرہ خواروں کو تو رام کر لیا مگر ان لیڈروں کے دلائل سے افغان عوام کبھی قناعت نہ پا سکے۔ یہ سابقہ جہادی لیڈر کبھی کبھی خود کو واقعتاً جہادی لیڈر سمجھنے لگتے ہیں انہیں یاد نہیں رہتا کہ مسلمان فدائی ان کی ہلاکت میں جنت تلاش کرتے ہیں۔

گذشتہ دنوں حضرت "حصری" مجددی لویہ جرگہ میں خود کو جو کچھ سمجھ رہے تھے وہ ایک مسخرے سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ وہ خود کو جرگے میں پورے افغانستان کا روحانی باپ سمجھ رہے تھے۔ اسی لیے وہ کرزئی کو دھمکی دے رہے تھے کہ اگر معاہدے پر دستخط نہیں کروگے تو میں ہجرت کر لوں گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے ہجرت کی تو سارا افغانستان میرے ساتھ ہجرت کر جائے گا اور کرزئی اکیلا رہ جائے گا۔ لیکن "ایں خیال است و محال است و جنون"

اس نے ہجرت (فرار) کا راستہ اختیار کیا تو کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے فرار کا اصل سبب وہ خود نہیں بلکہ اس کا خاندان ہے۔ افغانستان کے وطن فروش تاجروں اور کرزئی حکومت کے اہلکاروں کی طرح اس کے خاندان پر بھی 2014 کا خوف ایک آسیب کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے خاندان والے چاہتے تھے کہ 2014 میں امریکیوں کی انخلاء سے قبل وہ خود افغانستان سے نکل جائیں۔ ان عیاش اور سہل پسند لوگوں نے پہلے ہی سے مغربی ممالک میں اپنے عیش وآرام کا انتظام کر لیا۔ میرا جہاں تک خیال ہے مجددی صاحب کو اب تک اس کے خاندان والوں نے یہ نہیں سمجھایا ہو گا کہ ہم افغانستان سے کیوں نکلے ہیں۔ اب تک اسے یہی پٹی پڑھائی جا رہی ہو گی کہ افغانستان کے لوگ اس کے پیچھے بہت ناراض ہیں اور اسے بہت یاد کر رہے ہیں۔ کرزئی کو تمہارے نکلنے آنے سے بہت نقصان ہوا ہے۔ گویا امریکیوں سے پہلے اسے اپنے خاندان والوں نے "حصری" بنا دیا۔

میرے ایک قریبی ساتھی جن کا تعلق آغا صاحب کے خاندان سے ہے، نے مجھے واقعہ سنایا کہ میرے والد نے صبغت اللہ مجددی کو مشورہ دیا کہ اب تمہاری زندگی ختم ہونے کو ہے اب ان کاموں سے دستبردار ہو کر اصلاحی کاموں اور تصوف کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔ اپنا کوئی نائب مقرر کر لو۔ مجددی نے جواب میں کہا" یہ خدا اگر یک لحظہ از کرزئی گم شدم تمام افغانستان در بر ابرش قیام می کنہ"۔

خدا کی قسم ایک لمحے کے لیے بھی اگر کرزئی میرے سہارے سے محروم ہو گیا تو سارا افغانستان اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو جائے گا۔

امریکیوں کو اصولی وغیر اصولی سے کوئی غرض نہیں۔ وہ بس اتنا چاہتے ہیں کہ قانون کا نام استعمال کیا جائے۔ ان "حصریوں" کو اسی لیے پالا گیا ہے۔ انہیں اپنے بارے میں پتہ ہے کہ وہ اب افغان عوام کے رہنما نہیں رہے مگر امریکیوں کے اصرار نے انہیں اس وہم میں مبتلا کر دیا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ درحقیت رہنما ہی ہوں۔ یہ لوگ اپنے عوام کے بارے سمجھتے ہیں کہ ان کا حافظہ زیادہ مضبوط نہیں۔ حالانکہ خود ان کے حافظے تاریخ کو یاد اور محفوظ نہیں رکھتے۔

امریکا کے ہاں ان نام نہاد لیڈروں کی قدر کتنی ہے؟ اس کا اندازہ اس بات لگا سکتے ہیں کہ گذشتہ بارہ سالوں تک کرزئی کو کٹھ پتلی کی طرح استعمال کرنے کے بعد صدارت کے آخری ایام میں اسے ایک آزاد وخود مختار صدر ثابت کرنے کے لیے امریکا نے کم از کم تھوڑی سی زحمت گوارا کر لی ہے۔ مگر ان لیڈروں کو امریکا نے اس حقیر مقصد کے لیے چنا ہے جس کی وجہ سے تاریخ میں کبھی بھی ان کا تعارف ایک صاحب رائے اور دانشور قائد تو کیا ایک عام آزاد شخص کے طور پر بھی نہیں کرایا جائے گا۔

کرزئی اپنے کیریئر کے آخر میں ایک بات کا انکار کر کے امریکا سے مخالفت کا بظاہر ایک ناٹک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اپنی فنکاری سے ملک کی سیاسی فضا میں کچھ عرصہ کے لیے وہ تندی اور گرمی قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ دکھانا چاہتا ہے کہ افغانستان کے مفادات کے تحفظ کے لیے وہ امریکا کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ کرزئی ایک آلہ کار ہے اور امریکی ٹینکوں پر بیٹھ کر ہی وہ کابل میں کرسی صدارت پر براجمان ہوا تھا۔ مگر امریکا کے ہاں اس کی اتنی تھوڑی سی اہمیت بہر حال ہے کہ افغانوں کے سامنے اس کی عزت کا پاس رکھنے کے لیے اس کے سامنے بے بس ہونے کا ناٹک کر رہا ہے۔ افسوس ان سابقہ جہادی لیڈروں کے حال پر ہے جن کی تذلیل کی کوئی انتہاء نظر نہیں آتی۔ وہ اپنی گمراہی میں روز بڑھتے اور دبتے چلے جا رہے ہیں۔

ان لیڈروں میں سے کچھ اصحاب راہ اسلام کے سچے جانباز مجاہدین کو دین سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی کسی ایک اسلام مخالف شخصیت کی تعزیت پر، کبھی کسی اور اسلام دشمن کی برسی میں عبادی خاندان کے نظر بند "خلیفہ" خلف حصری کی طرح اہم مسائل پر بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ نہیں کہ وہ مجاہدین کی مخالفت کرتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ وہ خود اسلام چھوڑ چکے ہیں اور دوسروں کو سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ "سقوط الخلافۃ" کتاب میں لکھتے ہیں کہ سید قطب رحمہ اللہ کی پھانسی کے دن حکومت نے ازہر کے ایک شیخ کو حکم دیا کہ پھانسی کے وقت سید قطب رحمہ اللہ کو کلمہ الشہادتین کی تلقین کرے۔ اس نادان "حصری" نے بھی پڑھنا شروع کر دیا: أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا عبده ورسوله۔ سید قطب نے کہا میں اسی کلمے کے لیے مر رہا ہوں اور تم اسی سے کما رہے ہو، تم مجھے کیسے اس کی تلقین کر رہے ہو؟

اس وقت کابل میں رہنے والے یہ امریکی "حصری" انہیں مجاہدین کی وجہ سے یہودیوں کے جاری کردہ وظیفے کھاتے ہیں۔ انہیں اسی لیے لمبے چوغے اور جبے پہنائے گئے ہیں کہ یورپ کے وسطی سیاہ دور کے پاپاؤں کی طرح دین کا ٹھیکہ لیں۔ اسی لیے اسلامی احکام کی تفسیر وتشریح کا حق بھی انہوں نے اپنے ہاں محفوظ رکھا ہے۔ جہاد اور عدم جہاد کا حکم بھی ان کے ہاتھوں میں ہے۔ مگر وہ یہ ادراک نہیں رکھتے کہ اسلام کو وہ لوگ سمجھتے ہیں جو اس کے لیے خود کو قربان کر دیتے ہیں۔ سید قطب کے بقول اسلام کے بدلے یہودیوں کا وظیفہ کھانے والے کیسے ان لوگوں کو دین سکھائیں گے جو دین کی حاکمیت اور بقا کے لیے جانیں قربان کر رہے ہیں۔

★★★

جنگی جرائم

{دسمبر 2013}

تحریر: سید سعید

3 دسمبر کابل ضلع سروبی کے گاؤں اوزبین سپیر کنڈی پر جارحیت پسندوں نے چاپہ مارا۔ چاپے میں گاؤں کے امام مسجد مولوی حیات اللہ صاحب کوانہوں نے شہید اور ایک شخص کو زخمی کر دیا جو گہرے زخموں کی تاب نہ لا کر بعد ازاں شہید ہو گیا۔

3 دسمبر کو جوزجان کے ضلعی مرکز کے مضافاتی علاقے حسن تابن اور شکرک میں دوستم کی ملیشیا نے 25 افراد کو گرفتار کیا جنہیں بعد ازاں قیدی بنا کر لے جایا گیا۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ دوستم ملیشیا نے ان 25 افراد کو اپنے ایک ہلاک شدہ کمانڈر کے قتل میں ملوث دے کر گرفتار کیا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ کمانڈر کے قتل میں ان افراد کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ یہ بات خود دوستم ملیشیا کے اہلکاروں کو بھی معلوم ہے مگر انہوں نے چند پیسوں کی خاطر ان غریب لوگوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالا ہے۔

5 دسمبر کو ہلمند ضلع مارجہ کے علاقے سیستانی میں جارحیت پسند فوجی چاپے کے دوران دو عام افراد کو گرفتار کر کے لے گئے۔

6 دسمبر ہلمند ضلع موسی کلا کے علاقے یتیمچی کاریز میں مقامی اربکیوں نے اپنے کمانڈر منصور کی طالبان کے ہاتھوں ایک حملے میں ہلاکت کے بعد 2 عام افراد کو شہید کر دیا۔

10 دسمبر کو کاپیسا ضلع دالہ سای کے گاؤں صاد قانو میں جارحیت پسندوں نے بمباری کر کے 8 عام افراد کو شہید کر دیا۔ عینی شاہدین نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ: یہ بمباری نقشبندی نامی شخص کے گھر پر ہوئی۔ اس بمباری میں گھر کے مالک اور 3 خواتین شہید ہو گئیں زخمیوں میں تین خواتین اور ایک بچہ شامل ہے۔

12 دسمبر صوبہ زابل ضلع ارغنداب میں داخلی فوجیوں نے آپریشن کے دوران عام لوگوں کو ڈرا دھمکا کر انہیں بہت زیادہ مالی نقصان پہنچایا

13 دسمبر زابل ضلع ارغنداب مرغابی کے علاقے سے داخلی فوجی امام مسجد سمیت 3 آدمیوں جن میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھا کو قیدی بنا کر لے گئے۔ اس طرح دیگر عوامی وسائل جیسے موٹر سائیکل وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

13 دسمبر کو اربکیوں نے صوبہ پکتیکا ضلع جانی خیل میں ایک عوامی گاڑی پر فائرنگ کی، جس میں ایک آدمی اور دو بچے زخمی ہو گئے۔

14 دسمبر کی شام جارحیت پسندوں نے نائٹ آپریشن کے دوران صوبہ بغلان کے ضلع بغلان کے علاقے انار خیل اور اس کے مضافاتی علاقوں میں عام لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے، ان چھاپوں میں لوگوں کو بہت زیادہ مالی نقصانات پہنچائے گئے آخر میں جاتے ہوئے 7 افراد کو قیدی بنا کر لے گئے۔

14 دسمبر کو ہلمند ضلع نوزاد کے علاقے برنوزاد کاریز میں جارحیت پسندوں کے نائٹ آپریشن کے دوران 12 افراد زخمی ہو گئے، جارحیت پسندوں نے ایک آدمی کو گرفتار اور لوگوں کو بہت زیادہ مالی نقصان پہنچایا۔

14 دسمبر زابل شینکی کے علاقے شینکی میں اربکیوں نے گاؤں کے ایک شخص کو مسجد کے سامنے شہید کر دیا۔

15 دسمبر ننگرہار ضلع لالپوری کے علاقے میں دریائے کابل کے بیچ جارحیت پسندوں کے ہیلی کاپٹر نے ایک کشتی کو نشانہ بنایا۔ اس حملے کے نتیجے میں 5 عام افراد شہید اور ایک نامعلوم تعداد زخمی ہو گئی۔

15 دسمبر کو صوبہ لوگر ضلع برکی برک کے علاقے احمد شاہ کلا پر جارحیت پسندوں نے مارٹر کے گولے فائر کیے۔ جارحیت پسندوں نے اس حملے میں ایک گولی لوگوں کے رہائشی علاقے پر جا گری جس میں دو افراد شہید اور 7 افراد زخمی ہو گئے۔

15 دسمبر کو اربکیوں نے غزنی ضلع شلگر کے علاقے حبیب کوڈلو میں گاؤں منار کے ایک آدمی عبد السلام ولد تاج محمد کو شہید کر دیا۔

16 دسمبر کو جارحیت پسندوں اور داخلی فوجیوں نے آپریشن کر کے صوبہ فراہ ضلع پشترود کے علاقے خلیفہ کاریز کے علاقے میں چھاپہ مارا۔ لوگوں کے گھروں

کی تلاشی لی اور باپ، بیٹے اور مہمان (تین افراد) کو قیدی بنا ڈالا۔

17 دسمبر صوبہ ننگرہار ضلع چپرہار کے علاقے درہ اور مورہ میں داخلی فوجیوں نے رہائشی علاقے پر مارٹر گولے فائر کیے جس میں ایک خاتون، ایک مرد اور تین بچے شہید ہو گئے۔

18 دسمبر کو قندہار ضلع سپین بولدک کے علاقے یاروکاریز میں داخلی فوجیوں نے ایک عام آدمی کو بارودی سرنگ نصب کرنے کے الزام میں گرفتار کیا بعد ازاں اس شخص کو بارودی سرنگ پر کھڑا کر کے دھماکے میں اڑا کر شہید کر دیا۔

20 دسمبر ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے مملی باغ میں سرحدی پولیس نے عام لوگوں کی ٹرانسپورٹ گاڑی پر فائرنگ کر کے ایک خاتون اور دو مردوں کو شہید کر دیا۔

26 دسمبر صوبہ اروزگان ضلع خاص اروزگان کے علاقے شالی ناوی میں اربکیوں نے ایک پاگل شخص کو جو سخت سردیوں میں بھی پہاڑوں اور غاروں میں راتیں گذارتا تھا کو اس بہانے سے شہید کر دیا کہ وہ طالبان کے لیے جاسوسی کرتا ہے۔

26 دسمبر صوبہ ہرات ضلع گلران کے علاقے سیاخاوال میں نیشنل آرمی نے دو آدمیوں کو زخمی اور مزید چار افراد کو قید کر دیا جن میں ایک ڈاکٹر بھی شامل ہے۔

27 دسمبر صوبہ پروان ضلع سیاہ گرد کے مقامی لوگوں نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ ضلع کے بازار میں اربکیوں نے اپنے "ملا" نامی کمانڈر کی ہلاکت کے بعد عام لوگوں پر مظالم ڈھانے شروع کر دیے ہیں۔ وہ لوگوں کو دھمکیا دیتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے گھروں پر فائرنگ کی، گاؤں کا ایک شخص فائرنگ میں زخمی ہو گیا۔ اب تک ان واقعات میں اور بھی بہت سے مالی نقصانات پہنچائے گئے ہیں۔

30 دسمبر صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے علاقے شمشاد بیس میں داخلی فوجیوں نے ایک بچے کو جس کے ہاتھ میں کتابیں تھیں شہید کر دیا۔ لوگوں نے داخلی فوجیوں کے اس عمل کے رد عمل میں احتجاج کے غرض سے ذرائع ابلاغ کو بتایا گیا کہ: ظالموں نے ہمارے ایک بچے کو شہید کر دیا۔ ہم بہت تنگ آ گئے ہیں۔ ہم اپنی زمینوں میں کام نہیں کر سکتے، بکریاں نہیں چرا سکتے، مختلف بہانوں سے ہمیں اذیتیں دی جاتی ہیں۔

30 دسمبر کو اروزگان ضلع دھراوود کے علاقے کشتہ لوندیانو میں نیشنل آرمی کے اہلکاروں نے موٹر سائیکل پر سوار ایک شخص کو جس کے ساتھ ایک خاتون بھی سوار تھی طالبان سے رابطے کے الزام میں گرفتار کر دیا۔

31 دسمبر صوبہ سمنگان کے مرکز میں صوگورنر کے مسلح محافظوں نے 10 افراد سے زیادہ مظاہرین کو شہید اور زخمی کر دیا۔ سمنگان کے گورنر خیر اللہ اور صوبائی شوری (اسمبلی) کے سربراہ احمد ضیاء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ فوجیوں نے تین مظاہرین کو شہید اور 10 افراد کو زخمی کر دیا۔

ماخذ: بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو، افغان اسلامی اژانس، پژواک، روہی، لروبر، نن ڈاٹ آسیا، بینوا ویب سائٹ

❖❖❖

بقیہ از: پکتیکا کے جہادی امور کے معاون سے گفتگو

سوال: ابھی ملک میں کرزئی انتظامیہ کی جانب سے امریکیوں سے سیکیورٹی معاہدے کے حوالے سے گفتگو جاری ہے آپ بطور ایک مجاہد کے اس حوالے سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: جس طرح امارت اسلامیہ کا موقف ہے میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگ اس لیے نہیں ہے کہ ہم اس کے ذریعے اقتدار حاصل کریں، یا آخر میں جا کر امریکا سے مک مکا کر لیں۔ ہمارا واحد ہدف اعلاء کلمۃ اللہ، اسلامی نظام کا قیام اور محارب جارحیت پسندوں کو دارالاسلام سے نکالنا ہے۔ جب تک ہمارا یہ ہدف حاصل نہیں ہو جاتا یہ جنگ جاری رہے گی۔ اس راہ میں ہر طرح کی پریشانیوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنے کو تیار ہوں گے۔

امریکی جارحیت پسندوں سے ان کے کٹھ پتلیوں کے معاہدے در حقیقت داخلی وخارجی جارحیت پسندوں کی مشترکہ سازش ہے جس سے وہ افغانوں اور عالمی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ اس معاہدے کی نہ کوئی شرعی حیثیت ہے اور نہ منطقی جواز۔ اس طرح کے معاہدے کرزئی سے قبل دوسرے کٹھ پتلیوں نے بھی اپنے آقاؤں سے کیے ہیں مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ مجھے یقین ہے کہ افغان عوام اس ڈرامے کو زیادہ توجہ نہیں دیں گے اور اپنا مقدس جہاد جاری رکھیں گے۔

محترم حماد صاحب شکریہ، آپ نے ہمارے سوالات کا جواب دیا۔

آپ کا بھی بہت شکریہ

●●●

کتابیں اپنے آباء کی

اکرم تاشفین

آج کی دنیا کو سائنسی ایجادات کے اعتبار سے دنیا کا ترقی یافتہ ترین دور کہا جاتا ہے۔ آج کے سائنسی انقلاب اور زندگی کے مختلف مواقع پر کیمرے کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ میدان جنگ سے لے کر تفریح کے میدانوں تک ہر جگہ کیمرہ انسان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ بلکہ اب یہ جنگوں کی باقاعدہ ضرورت بن چکا ہے۔ عالمی سیاست اور عالمی معاملات میں کیمرے کا کردار انتہائی اہمیت حاصل کرچکا ہے۔ آج کے دور میں کیمرے کی حفاظتی، سیٹلائٹ، خفیہ، جاسوس طیاروں میں نصب اور نجانے کیا کیا شکلیں اور کیا معیارات ایجاد ہوچکے ہیں۔ آج کے سائنسدانوں اور انجینئرز نے حسب ضرورت اس کی مختلف صورتیں اور سائز بنالیے مگر اس خوبصورت محل کی بنیاد جس نے ڈالی تھی وہ ایک ہی شخص ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے "پن ہول "کیمرے کے نام سے کیمرے کی پہلی شکل ایجاد کی، ہاں وہی ابو علی الحسن ابن الہیثم جسے یورپ الہیزن کے نام سے پکارتا ہے۔ دسویں صدی عیسوی اور چوتھی صدی ہجری کا وہ عظیم سائنسدان علم البصریات میں جس کی محنتوں کا ثمرہ بعد کے یورپین سائنسدانوں نے اٹھایا۔ ایک ہزار سال گزرنے کے بعد بھی جس کے قائم کردہ نظریات سے آج کا آلات اور ٹیکنالوجی سے لیس مغربی سائنسدان سرمو انحراف نہ کرسکا۔ جس کے سادہ سے انداز میں کیے گئے تجربات سے آج کا پورا سائنس مرعوب ہے۔ یوں تو اس عظیم علمی شخصیت کی دلچسپی اور مطالعے کا میدان انتہائی وسیع ہے انہوں نے تشریح فلکیات، ہندسیات، ریاضی، آلاتیات، طب، بصریات، طب العین، فلسفہ، طبیعیات، نفسیات اور سائنس وغیرہ سبھی علوم پر کام کیا ہے مگر ان کے جس فن نے بعد کی دنیا کو لازوال نظریات اور راہیں عطا کیں وہ علم البصریات ہے۔ کیمرے کے ساتھ عدسے کی ایجاد پر بھی ان کا کام انتہائی لامحدود اہمیت رکھتا ہے۔ جس نے انسانی آنکھ کی نظر کی صلاحیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی عدسے کا کمال تھا جس نے بعد میں عینک اور دوربین ایجاد کرکے دنیا پر عظیم احسان کیا۔

آج کی دنیا میں عینک اور دوربین کی جو بھی ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ شکل نظر آئے اس کی بنیادوں میں ابن الہیثم ہی کی محنتیں نظر آئیں گی۔ آج کا یورپی اور امریکی سائنسدان جتنا بھی ترقی کرجائے وہ بہر حال ابن الہیثم کے احسانات کے دائرے سے نہیں نکل سکتا۔

ابوالبصریات ابن الہیثم نے تقریبا دوسو کتابیں لکھیں ان میں سے چند مشہور کتابوں کے نام کچھ ایسے ہیں۔ کتاب المناظر، الشکوک علی بطلیموس، تکوین العالم ،الحرکۃ المتعرجۃ، رسالۃ فی الضوء اور رسالۃ فی المکان وغیرہ۔

ان کی وجۂ شہرت آنکھوں اور روشنی کے متعلق تحقیقات ہیں۔ ابن ابی اصیبعہ "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" میں کہتے ہیں: "ابن الہیثم فاضل النفس، سمجھدار اور علوم کے فن کار تھے، ریاضی میں ان کے زمانے کا کوئی بھی سائنسدان ان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا تھا، وہ ہمیشہ کام میں لگے رہتے تھے، وہ نہ صرف کثیر التصنیف تھے بلکہ زاہد بھی تھے"۔

ابن الہیثم وہ پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے انسانی آنکھ کے دیکھنے کے عمل کے بارے میں پہلی مرتبہ درست نظریہ دریافت کیا۔ انہوں نے افلاطون اور کئی دوسرے ماہرین کے اس خیال کو غلط ثابت کیا کہ آنکھ سے روشنی نکل کر اشیاء پر پڑتی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ روشنی ہماری آنکھ میں داخل ہوتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں۔ ابن الہیثم نے روشنی، انعکاس اور انعطاف کے عمل اور شعاؤں کے مشاہدے کے بعد نظریہ قائم کیا کہ " زمین سے فضا کی بلندی ایک سو کلومیٹر ہے"۔ ان کی کتاب "کتاب المناظر" بصریات کی دنیا میں ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ ابن الہیثم نے بطلیموس کے نظریات قبول نہیں کیے، بلکہ انہوں نے بطلیموس کے روشنی کے حوالے سے بہت سارے نظریات کی مخالفت کی اور انہیں رد کردیا، ان کی روشنی کے حوالے سے دریافتیں جدید سائنس کی بنیاد بنیں۔ ابن الہیثم نے آنکھ کا ایک دھوکا یا وہم بھی دریافت کیا جس میں مخصوص حالات میں نزدیک کی چیز دور اور دور کی چیز نزدیک نظر آتی ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے روشنی کو حرارتی توانائی قرار دیا۔ روشنی کو شعاع کی وہ نہایت صحیح

تعریف کہتے ہیں۔ انہوں نے پہلی بار آنکھ کا تراشہ بھی بنایا۔ انہوں نے ہی پہلی بار اپنے مشاہدے کے بعد یہ ثابت کیا کہ روشنی میں تین نہیں بلکہ سات رنگیں ہوتی ہیں۔ بصریات کی دنیا میں ان کے کمال فن کی بہتر وضاحت کے لیے ویکیپیڈیا سے ایک پیراگراف من و عن ملاحظہ کریں اور سر دھنتے رہیں کہ اس عظیم سائنسدان کے یورپی سائنسدانوں پر کتنے احسانات ہیں:

"ابن الہیثم کی معرکۃ الآراء کتاب (On Optics) آج اپنے لاطینی ترجمے کے ذریعہ زندہ ہے۔ انہوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ عدسے کی Magnifying Power کو دریافت کیا اور اس تحقیق نے Megnifying Lense کے نظریہ کو انسان کے قریب تر کر دیا۔ ابن الہیثم نے ہی یونانی نظریہ بصارت Nature of Vision کو رد کرکے دنیا کو جدید نظریہ بصارت سے روشناس کرایا اور ثابت کیا کہ روشنی کی شعاعیں (Rays) آنکھوں سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بیرونی اجسام (External Objects) کی طرف سے آتی ہیں۔ انہوں نے پردہ بصارت (Retina) کی حقیقت پر صحیح طریقہ سے بحث کی اور اس کا Optic nerve اور دماغ (Brain) کے ساتھ باہمی تعلق واضح کیا۔ مزید برآں ان کا نام Astronomical، Observation، Lense، Velocities Light، Meteorology اور camera وغیرہ پر تاسیسی شان کا حامل ہے"۔

ابن الہیثم کے تاریخی کارناموں کی یاد تازہ کرنے کا مقصد محض انہیں خراج عقیدت پیش کرنا نہیں بلکہ آج کی علمی و معلوماتی دنیا میں مسلمانوں کے کردار پر کچھ دیر نوحہ خوانی کرنی ہے۔ ابن الہیثم کی کتابوں سے مغرب نے فائدہ اٹھا کر ایک ہزار سال کی محنت کے بعد علم بصریات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ابن الہیثم کوئی پرایا نہیں اپنا مسلمان ہی تھا جس کی ولادت بصرہ عراق میں ہوئی۔ مصر ہی میں انہوں نے سائنسی کام کیا اور جامعہ ازہر ہی میں اپنی رصد گاہ میں کام کرتے رہے اور زندگی کے آخر تک وہیں ایک چھوٹے سے کمرے میں کتابیں تصنیف کرتے رہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ جامعہ ازہر میں پھر ان کے بعد ایسا رجل رشید پیدا نہیں ہوا جو ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے سے کمرے میں جا کر ان کی تحقیقات کو آگے لے کر بڑھاتا۔ یہ صرف جامعہ ازہر پر نہیں پورے عالم اسلام پر ان کا قرض ہے۔ افسوس ہمارا یہ علمی ورثہ ہماری ناقدری کے باعث پھر یورپ کے ہاتھوں میں چلا گیا اور کاپرنیکس، گیلیلیو، کیپلر اور نیوٹن جیسے یورپ کے سرمایہ افتخار سائنسدانوں نے ان کی تحقیقات سے کام لیا۔ افسوس اور بدذوقی کی انتہاء تو یہ ہے کہ ہم نے ان کی کتابوں کو اتنا نظر انداز کر دیا کہ ہمارے ہاں ان کا وجود ہی ختم ہو گیا۔ اور دنیا میں ان کی سب سے مایہ ناز تصنیف اپنے لاطینی ترجمے ہی کہ وجہ سے زندہ رہ سکی اور اسی لاطینی ترجمے کے باعث ہی وہ ایک لازوال کتاب بن گئی۔ اقبال نے شاید یہ صورتحال دیکھ کر کہا تھا:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کو آئین مسلم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں، تو دل ہوتا ہے سیپارہ

◆ ◆ ◆

بقیہ از: آدھے انچ مُنہ میں گزبھر لمبی زبان

جن کی قربانیوں کے صدقے وہ دنیا کی مصیبتوں سے ناآشنا رہے ہیں، ان کی یوں دھڑلّے کے ساتھ بے حرمتی کیوں کر کی جاسکتی ہے! ان کے احسانات کو کس ہمت کے بل بوتے پر پس پشت ڈالا جاسکتا ہے! افسوس کا مقام ہے کہ بے سوچ کے دماغوں میں نالی کے کیڑے کی طرح رینگنے والے پریشان خیالات کو آدھے انچ کے مُنہ سے جھانکنے والی گز بھر لمبی زبانوں کے ذریعے نکال کر فضا کو تعفن زدہ کیا جارہا ہے۔ یہ اسلامیانِ افغانستان کو فسادی اس وجہ سے نہیں کہہ رہے کہ انہیں طالبان فی الحقیقت تخریب کار ہیں۔ ایسا ہر گز نہیں ہے، بلکہ وہ منہ پھاڑ کر بولنے والے دنیاوی مفادات کا شکار ہیں۔ وہ عملی منافق ہیں۔ خود تو جہاد کی توفیق نہیں ہے، اور اپنی قسمت کے بے نور ہونے کی وجہ سے کام کرنے والوں کی راہ میں پتھر اور روڑے اٹکائے جارہے ہیں۔ ان کے قیامتی حشر کے بارے میں خوف ہے کہ کہیں منافقین کے ساتھ نہ اُٹھائے جائیں! ہرقل کے سوال اور ابوسفیان کے جواب کی روشنی میں ان زبان درازوں پر اس کے سواء کچھ اور تبصرہ نہیں کیا جاسکتا۔ کتنی آسانی کے ساتھ ان لوگوں کے جہاد کو فساد کہا جارہا ہے، جو وطن کی آزادی میں جانیں لٹا گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے امریکہ نامی شیطان سرحد کے اُس پار رُکا ہوا ہے۔ کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس سے طالبان کے حوصلے دم توڑ دیں گے اور ان کو کافرانہ جمہوری سیاست کرنے کا موقعہ دستیاب ہو جائے گا! ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اس کو کسی منصف کا انصاف اور کسی ظالم کا ظلم ختم نہیں کر سکے گا۔ افغانستان زندہ باد۔ طالبان پائندہ باد۔

افغان باقی، کہسار باقی
الحکم للہ، الملک للہ

احمد فارسی

افغانستان نومبر 2013 میں

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جن کا دشمن نے خود اعتراف کیا ہے۔ تحقیقی معلومات کے لیے الامارہ اور دیگر ویب سائٹوں کا مطالعہ کریں۔

نومبر ۲۰۱۳ میں افغانستان میں ایک تاریخی واقعہ ہوا۔ لویہ جرگہ کا انعقاد اپنی ذات میں ایک عجیب واقعہ تھا جس میں خارجی جارحیت پسندوں کو عدالتی تحفظ فراہم کیا گیا۔

خارجی جارحیت پسندوں کے نقصانات:

اس ماہ میں حسب سابق خارجی جارحیت پسندوں نے اپنے 4 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ جن میں 3 امریکی فوجی شامل ہیں۔ اس اعتراف کے مطابق رواں سال 2013 میں خارجی جارحیت پسندوں کے ہلاک ہونے والے تمام فوجیوں کی کل تعداد 148 تک پہنچ جاتی ہے۔ جس سے بارہ سالہ جارحیت کے دوران مجموعی طور پر ہلاک شدہ امریکی فوجیوں کی تعداد 3397، برطانوی 44 اور باقی دیگر جارحیت پسند ممالک کے ہیں۔

یاد رہے یہ حقیقی اعداد و شمار کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اس لیے کہ افغانستان میں ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جس میں صلیبی جارحیت پسندوں پر ہلاکت خیز حملے نہیں ہوتے۔

جارحیت پسند دشمن کے مالی نقصانات:

جارحیت پسند دشمن کو جانی نقصانات کے ساتھ سخت مالی نقصانات بھی اٹھانے پڑے۔ اور ہر دن ان کے رسد فراہمی کی کانوائے ٹینکوں اور دیگر نقل و حمل کے ساتھ کیمپوں اور فوجی اڈوں پر شدید زمینی اور راکٹ حملے ہوتے ہیں۔ جس سے دشمن کو شدید نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔

تازہ واقعات میں جمعے کے روز ہونے والا حملہ قابل ذکر ہے۔ جس میں 8 نومبر کو مجاہدین نے صوبہ فراہ ضلع گلستان میں کئی ٹینکر جلائے مگر دشمن نے صرف 5 ٹینکروں کا اعتراف کیا۔ اس حملے میں 16 سیکیورٹی اہلکار بھی مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوئے۔

نومبر کے مہینے کے دوران جارحیت پسندوں کا ایک بغیر پائلٹ طیارہ مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا۔ یہ طیارہ 15 نومبر بروز جمعہ بدخشان میں مجاہدین کے حملے میں تباہ ہوا۔ یاد رہے حال ہی میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ملک کے شمالی اور شمال مشرقی صوبوں میں وسیع کارروائیوں کا آغاز کیا ہے۔

25 نومبر بروز منگل خارجی جارحیت پسندوں نے ایک ہیلی کاپٹر جو ننگرہار ضلع شیر ازد میں فوجیوں کو منتقل کر رہا تھا مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن کر تباہ ہو گیا۔ اسی ضلع میں ہونے والی ایک اور جنگ میں کم از 5 جارحیت پسند فوجی ہلاک، 7 فوجی اور 10 سے زیادہ دیگر خارجی افراد زخمی ہو گئے۔ اسی طرح جارحیت پسندوں کی ہوائی بمباری میں کچھ عام افراد بھی زخمی ہو گئے۔

عوامی نقصانات:

صلیبی جارحیت پسندوں اور داخلی فوجیوں کی جانب سے عام افغانوں کے قتل عام کا سلسلہ جو جارحیت کے آغاز کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا اب تک جاری ہے۔ 3 نومبر بروز اتوار اسعد آباد شہر میں درجنوں افراد نے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے راتوں کو ہونے والی چھاپہ مار کارروائیوں کے روکنے کا مطالبہ کیا۔ یہ مظاہرہ اس وقت ہوا جب ایک روز قبل سیکیورٹی اہلکاروں نے رات کے چاپے میں ایک بائیس سالہ نوجوان کو شہید کر دیا اور ایک اور شخص کو اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے۔ کئی سالوں سے افغان عوام راتوں کے آپریشن سے پریشان ہیں اور مختلف طریقوں سے کوشش کرتے ہیں کہ اپنا احتجاج دوسروں تک پہنچادیں۔ مگر کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں۔

7 نومبر بروز جمعرات انسانی حقوق کی عالمی تنظیم نے میدان وردگ ضلع نرخ میں ہونے والے واقعے کی تفصیل طلب کی۔ امریکی جارحیت پسندوں نے اس ضلع میں بے گناہ عوام پر رواں سال میں بے شمار مظالم ڈھائے۔ لیکن شواہد کے باوجود اب تک مذکورہ واقعے کے متعلق کوئی تحقیق نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ امریکی جارحیت پسندوں نے اس واقعے کا ہی انکار کر دیا۔ امریکی اخبار روزنامہ رولنگ سٹون نے اپنی ایک مفصل رپورٹ اس حوالے سے نشر کی ہے جس میں مقامی لوگوں کی آراء جمع کی گئی تھیں۔ ان کا کہنا تھا مذکورہ علاقے میں امریکی فوجیوں نے کم از کم 18 افراد کو شہید کر دیا تھا۔

10 نومبر بروز اتوار امریکی جارحیت پسندوں نے کاپیسا ضلع تغاب میں ایک کسان کو

شہید کر دیا۔ اس واقعے کے ایک روز بعد ذرائع ابلاغ کی اطلاعات کے مطابق کاپیسا ضلع آلاسائی میں خارجی جارحیت پسندوں نے 9 عام افراد کو ایک حملے میں شہید وزخمی کر دیا۔ بروز منگل کرزئی حکومت نے اس علاقے میں عسکری آپریشن کے خاتمے کا اعلان کیا۔ حکام کی جانب سے دی گئی خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس آپریشن میں 6 مجاہدین شہید اور 8 زخمی ہو گئے ہیں لیکن علاقے کے لوگوں نے کہا ہے کہ شہید اور زخمی ہونے والے تمام افراد عام لوگ تھے۔

اسی طرح بروز بدھ خارجی جارحیت پسندوں نے صوبہ لوگر میں رات کی کارروائی میں ایک قومی رہنما کے گھر پر چھاپہ مارا۔ اس کارروائی میں مذکورہ رہنما کو چار افراد سمیت گرفتار کر کے لے جایا گیا۔

23 نومبر بروز ہفتہ کرزئی انتظامیہ کے اہلکاروں نے خارجی فوجیوں پر 2 افراد کی شہادت کا الزام لگایا تھا۔ مگر جارحیت پسندوں نے شہید ہونے والے دو افراد کو مسلح مخالفین قرار دیا۔

اسی روز نورستان کے ضلع وانٹ وائگل میں ایک ڈرون حملے میں دس عام افراد دو خواتین سمیت شہید ہو گئے۔ اس حملے میں کئی افراد زخمی ہو گئے۔ صوبائی شوری کے ایک سیکرٹری نے کہا ہے کہ ایک ڈرون طیارے نے شہداء کے جنازے پر بمباری کی جس میں کئی عام افراد زخمی اور شہید ہو گئے۔ صوبائی ہسپتال کی انتظامیہ نے کہا ہے کہ اب تک 10 افراد کے جنازے ہسپتال لائے جا چکے ہیں۔

ہفتے کے روز خارجی جارحیت پسندوں نے کم از کم 10 عام افراد کو شہید اور کئی کو زخمی کر دیا۔ 24 نومبر بروز اتوار افغانستان کی تاریخ کا ایک شرمناک واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ اس روز خود فروشوں، وطن فروشوں اور ملت فروشوں کی مجلس (لویہ جرگہ) نے یہ شرمناک قرارداد پاس کی اور کرزئی حکومت کو مشورہ دیا کہ جتنا بھی جلد ہو سکے اس معاہدے پر دستخط کرے۔

اگرچہ بظاہر کچھ محب وطن شرکاء نے امریکی آقاؤں سے مطالبہ کیا کہ جارحیت پسند قوتیں عام لوگوں کی شہادتوں کا سلسلہ اور رات کو ہونے والے آپریشن ختم کر دیں مگر جرگے کے اختتام کے دو روز بعد ایک ہلمند میں ایک بار پھر امریکی جارحیت پسندوں کے ایک ڈرون حملے میں ایک بچہ اور خواتین شہید ہو گئے اور دو افراد زخمی ہو گئے۔

نومبر کے مہینے میں کل 33 بے گناہ افراد جارحیت پسندوں کے مختلف حملوں اور چھاپوں میں شہید ہو گئے۔ 17 افراد زخمی اور 175 عام افراد گرفتار کر کے جیلوں میں بھیجے گئے۔ یہ اعداد و شمار ان مظالم اور اذیتوں کے علاوہ ہیں جو ان خارجی فوجیوں نے آپریشنوں کے دوران کیے ہیں۔

کرپٹ انتظامیہ کا فساد:

کابل انتظامیہ روز اول سے خود فروش اور کرپٹ لوگوں کی انتظامیہ ہے۔ اس کرپٹ انتظامیہ کا فساد اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ان کے خارجی دوست اور حامی بھی واویلا کر رہے ہیں۔ 2 نومبر بروز اتوار افغانستان کی ٹرانسپیرنسی تنظیم نے ایک رپورٹ میں پولیس کے کرپشن اور بڑی شاہراہوں پر لوٹ مار کی اطلاعات دی ہیں۔ مذکورہ تنظیم کے رابطہ سیکرٹری نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہر دس میں سے چھ چیک پوسٹیں تاجروں اور گاڑی ڈرائیوروں سے رشوت لیتے ہیں۔

یاد رہے کہ ربانی حکومت کے دور میں بھی نقل وحمل کے ذرائع سے زبردستی پیسے لینا جنگجو سالاروں کی واحد عادت تھی۔ جو لوگوں کے شدید رد عمل کا باعث بنا۔ اور اس طرح کے دیگر مظالم تھے جو طالبان تحریک کے ظہور کا باعث بنے۔ اب ایک بار پھر یہ منحوس عمل کرزئی انتظامیہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ افغان عوام اب دیگر پریشانیوں کے ساتھ اس مشکل سے بھی دست و گریبان ہے۔

۹ نومبر بروز ہفتہ ذرائع ابلاغ نے غزنی کے گورنر کے مشیر کی جانب سے 41 ہزار ڈالر کی چوری کی خبر دی۔ اسی روز 4 پولیس اہلکار 16 ہزار لیٹر تیل کی چوری میں پکڑے گئے۔ یہ افراد سپریم کمپنی میں کام کر رہے تھے جن پر ہزاروں لیٹر تیل کی چوری اور بعد ازاں بلیک مارکیٹ میں فروخت کا الزام ہے

11 نومبر بروز پیر افغانستان کی ٹرانسپیرنسی کے ادارے نے پولیس کی جانب سے کرومائٹ کی غیر قانونی برآمد کی رپورٹ جاری کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ عمل مزید بدامنی کا باعث بنا ہے۔ اسی روز وزارت داخلہ نے پکتیا کے پولیس سربراہ کو ہائی کورٹ میں پیش کر کے شکایت کی ہے کہ مذکورہ پولیس سربراہ نے کئی سرکاری وسائل اور ناٹو کی جانب سے جاری کردہ سرکاری سامان ذاتی استعمال یا فروخت کے لیے کابل منتقل کر دیا ہے۔

13 نومبر بروز بدھ صوبہ ننگرہار کے سرپرست نے طورخم سے ایک تبصرے میں کہا: اس صوبے میں ساری حکومتی مشینری کرپشن میں ملوث ہے۔

صرف چوری اور ڈکیتی نہیں انتظامیہ میں اخلاقی فساد بھی پھیل رہا ہے۔ 16 نومبر بروز ہفتہ تین پولیس اہلکاروں نے کچھ لڑکیوں سے جنسی زیادتی کی کوشش کی جنہیں عوام نے پکڑ کے تشدد کا نشانہ بنایا۔

یاد رہے انتظامیہ کے نام نہاد پارلیمنٹ نے کئی کئی مرتبہ بلند رتبہ وزراء اور شخصیات کو اس جرم میں ملوث قرار دیا ہے لیکن ثبوتوں اور شواہد کے باوجود وزراء کے رشوت لینے کی وجہ سے انہیں خلاصی مل جاتی ہے۔

انسانی حقوق کے سائے میں انسانی حقوق کی حسرتناک حالت:

قومی سیکیورٹی اداروں میں بے گناہ عوام کے قتل، خواتین اور مردوں کی گرفتاری اور انہیں مظالم کا نشانہ بنایا جانا یہ وہ مسائل ہیں جس کا تکرار کرتے کرتے

اب دشمن خود بھی عاجز آگیا ہے۔ اور بلا کسی رد عمل اور روک ٹوک کہ یہ سلسلہ پورے شد ومد سے جاری ہے۔ کبھی کبھار کسی رپورٹ کی اشاعت سے زیادہ اس بارے میں کوئی عملی کارروائی نہیں کی گئی۔

3نومبر بروز پیر انسانی حقوق کی عدالت کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ افغانستان بھر میں عموما اور شمالی صوبے بلخ میں جیلوں کی حالت قابل تشویش ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بہت سے ملزموں پر جنسی تشدد کیا جاتا ہے اور ان جیلوں میں بند 70 تا 80 فیصد قیدی بے گناہ ہیں۔ لیکن عدالت کی جانب سے انہیں جعلی مقدمات میں پھنسایا جاتا ہے۔ اس خبر کی تائید میں بروز جمعہ 7نومبر کو کرزئی انتظامیہ کے وزارت قانون کے سربراہ نے اعتراف کیا ہے کہ ننگرہار جیل میں بہت سے قیدیوں کو بلا کسی جرم کے قید کیا گیا ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں پر مقدمات بھی تاحال قائم نہیں کیے گئے۔

10 نومبر کو صوبہ فراہ کے عمومی جیل کے قیدیوں نے ہڑتال کیا۔ ان قیدیوں نے جیل محافظوں کے رویے کو غیر انسانی قرار دیا۔ قیدیوں نے ہڑتال میں اپنے منہ سی لیے۔ گذشتہ ماہ ہزاروں بے گناہ انسانوں کی گرفتاری جیلوں کی ناگفتہ بہ حالت کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی۔

مجاہدین کی کارروائیاں اور داخلی دشمن کے نقصانات:

داخلی دشمن کے صفوں میں نقصانات کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے گنتی سے باہر ہے۔ ہم یہاں کچھ بڑے عہدیداروں کی ہلاکت کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

7نومبر بروز جمعرات پولیس کے 3 اہلکار خوست میں ہلاک ہوگئے۔ یہ اہلکار بارودی سرنگ کے ایک دھماکے میں ہلاک ہوئے۔

اسی روز ایک اور دھماکہ صوبہ قندوز کے گورنر کے محافظوں پر ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ کئی محافظ اس دھماکے میں ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اور ان کی گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔

۹ نومبر بروز ہفتہ کم از کم چار پولیس اہلکاروں کو مجاہدین نے ان کے اسلحہ اور دیگر وسائل سمیت اغوا کرلیا۔ اسی روز ذرائع ابلاغ نے صوبہ قندوز کے خفیہ کے سربراہ کے اغواء کی خبر دی۔ اس کے ایک روز بعد 11 نومبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کم از کم 4 پولیس اہلکاروں کو غزنی ضلع مقر میں زندہ گرفتار کرلیا۔

پینٹاگون نے بھی جمعرات کو نشر ہونے والی اپنی ایک رپورٹ میں کابل انتظامیہ کو پہنچائے جانے والے نقصانات میں 80 فیصد اضافے کی خبر دی۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ نقصانات میں 80 فیصد اضافے کی اطلاع رواں سال کے آخری چھ مہینوں میں موصول ہونے والی رپورٹس کا نتیجہ ہے۔

امریکی وزارت دفاع نے اطلاع دی ہے کہ 2014 کے بعد اگر عالمی دنیا کا تعاون کابل انتظامیہ کو نہ ملتا رہا تو اسے ایک بڑے خطرے کا سامنا ہوگا۔ کابل انتظامیہ کے وزارت دفاع نے اس رپورٹ کے رد عمل میں نقصانات کا اعتراف کیا ہے مگر ان کی فیصد 80 سے کم بتائی ہے۔

۱۳، نومبر بروز بدھ صوبہ کنڑ ضلع خاص اروزگان میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے مقامی پولیس کے 25 گھر جلادیے۔ دشمن نے اس واقعے کا اعتراف کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ اس واقعے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

17 نومبر بروز اتوار دارالحکومت کابل میں ایک فدائی حملے میں دشمن کی فوج کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ حملہ ایک فدائی مجاہد نے دشمن کی عسکری کانوائے پر کیا جس میں 32 فوجی 7 گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ یہ حملہ اس وقت ہوا جب کابل انتظامیہ نے دارالحکومت میں سخت سیکیورٹی انتظامات کررکھے تھے۔ اس حملے سے دشمن کی صفوں میں مجاہدین کے گہرے نفوذ اور دشمن کی کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔ کہ باوجود ہر طرح کی حفاظتی تدابیر کے مجاہدین کے حملوں کا راستہ نہیں روک سکتے۔

۲۰، نومبر بروز بدھ ہلمند ضلع مارجہ میں 4 پولیس اہلکار مجاہدین کے ساتھ ایک جنگ میں مارے گئے۔

اسی روز صوبہ قندوز کے خفیہ کے سربراہ جسے ایک ہفتہ قبل اٹھایا گیا تھا اسے مجاہدین کی جانب سے اسے ہلاک کیا گیا۔

24 نومبر بروز اتوار صوبہ تخار کی صوبائی اسمبلی کے رکن مجاہدین کے ایک حملے میں اپنے دو محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن نے صوبہ سرپل میں اپنی چھ ماہ کی کارکردگی میں 1823 افراد کو دشمن کی صفوں سے الگ کرکے مجاہدین سے ملنے کی خبر دی۔

7، نومبر بروز جمعرات صوبہ غزنی ضلع اجرستان کے اربکیوں نے حکومت کو دھمکی دی کہ اگر حکومت نے ان کی دوماہ کی تنخواہیں نہیں دیں تو وہ مجاہدین سے مل جائیں گے اور حکومت کے خلاف مسلح جنگ شروع کردیں گے۔

امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن نے بے انتہا کوششوں کے بعد گذشتہ نومبر کے مہینے میں مجموعی طور پر کرزئی انتظامیہ کے 592 افراد 23 میل کلاشنکوف، 7 میل مشین گن، 1 موٹر سائیکل، 5 وائرلیس سیٹ اور 1 پستول کے ساتھ مجاہدین سے مل گئے۔

نفرت کا اظہار:

کچھ باضمیر اشخاص کے رد عمل اور نفرت کے سلسلے میں ہر دن درجنوں افراد مجاہدین سے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی دشمن کی صفوں میں گھسے ہوئے

مجاہدین بھی کچھ کامیاب آپریشن کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ 24 نومبر بروز اتوار دو سرحدی پولیس ایک مجاہد کی جانب سے قندہار ضلع شوراوک میں ہلاک ہو گئے

جارحیت پسندوں کا فرار اور انجام:

جارحیت پسندوں کا فرار اور اڈوں سے انخلاء کا سلسلہ حسب سابق جاری ہے۔ اس سلسلے میں 5 نومبر بروز منگل آسٹریلیائی جارحیت پسندوں نے اعلان کیا کہ 2014 کے بعد افغانستان میں 400 فوجی رکھے گا۔ اس وقت آسٹریلیا کے 1200 فوجی افغانستان میں موجود ہیں۔ یہ فوجی صوبہ اروزگان میں ہیں۔ دوسری طرف ایک روز بعد روسی وزیر خارجہ نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ جارحیت پسندوں کے نکلنے کی وجہ سے آئندہ سال افغانستان کے لیے انتہائی مشکل سال ہو گا۔ آئندہ سال 2014 نے بیرونی فوجیوں کو سخت پریشان کر دیا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ داخلی فوجی افغانستان اور حکومت کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔

13 نومبر بروز بدھ خارجی فوجیوں نے صوبہ خوست میں اپنا فوجی اڈہ خالی کر دیا۔ حال ہی میں خارجی فوجی فرار ہونے کو ہیں۔ انہوں نے فوجی اڈے خالی کرنے شروع کر دیے ہیں۔

اسی طرح 24 نومبر بروز ہفتہ اطالوی جارحیت پسندوں نے 400 فوجی صوبہ فراہ سے نکال دیے ہیں۔

مجرم فوجیوں کا نمائشی محاکمہ:

گذشتہ 12 سالوں سے کتنے مظالم اور جرائم ان وحشی جارحیت پسندوں کے ہاتھوں ڈھائے جاتے ہیں۔ افغان عوام کو صرف چند معلوم الحال مظالم کا نمائشی محاکمہ دکھایا جاتا ہے۔

8 نومبر کو ایک برطانوی فوجی کو عدالت میں طلب کیا گیا۔ اس فوجی نے ایک زخمی شخص کو شہید کر دیا تھا۔ اگرچہ برطانوی قوانین کے مطابق ایسے لوگوں کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے مگر اس عدالت کے جج نے کہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ آئندہ ہفتے میں کیا جائے گا۔ اس فوجی کو کم از کم فوجی سزا دینے کا حکم کیا گیا ہے۔

منشیات کے عادی افراد کی تعداد میں اضافہ:

کابل انتظامیہ اگرچہ ہمیشہ منشیات کے خلاف نعرے لگاتی رہتی ہے مگر عملاً منشیات کے کاروبار اور ترویج میں اس کا کردار بہت زیادہ ہے۔ وزارت منشیات نے 10 نومبر کو نشر ہونے والی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ منشیات کی کشت، اضافے، اسمگلنگ اور استعمال میں گذشتہ سالوں کی بنسبت اضافہ ہوا ہے

یہ معلومات مختلف ذرائع ابلاغ سے نشر ہوئی ہیں کہ اقوام متحدہ اور خارجی جارحیت پسندوں نے ملینوں ڈالر بارہ سال کے عرصے میں منشیات کی روک تھام کے لئے خرچ کئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے خصوصی وزارت بنائی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود منشیات کی تولید اور استعمال دن بدن بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں اس کام کے لیے نہ کوئی بجٹ خاص کیا گیا تھا اور نہ کسی ادارے کی ضرورت تھی۔ محترم امیر المؤمنین کے ایک فرمان سے پوست کی کاشت کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔ ساری دنیا اب بھی اس کا اعتراف کرتی ہے۔

شرمناک لویہ جرگہ:

21 نومبر بروز بدھ افغانستان کی تاریخ میں افغانوں کے ماتھے پر ایک اور سیاہ دھبہ لگا۔ اس دن کچھ وطن فروشوں نے امریکی جارحیت پسندوں کو عدالتی تحفظ کے ساتھ سیکیورٹی معاہدہ بھی طے کروایا۔ وطن فروشوں نے اس جرگے میں وحشی جارحیت پسندوں کو عملاً اس بات کی اجازت دی کہ اپنے اہداف کے حصول کے لیے ہر طرح کا ظلم، وحشت اور قتل کا سہارا لیں انہیں ایسا کرنے میں عدالتی تحفظ حاصل ہو گا۔

اس معاہدے کی بنیاد پر امریکا کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ افغانستان کے 8 صوبوں میں انہیں 9 فوجی اڈے دیے جائیں۔ یہ معاہدہ آئندہ دس سال کے لیے طے پایا ہے۔

یہ معاہدہ 24 نومبر بروز اتوار طے پایا اسی طرح اس جرگہ میں صدر سے مطالبہ کیا گیا کہ جتنا جلد ہو سکے اس معاہدے پر دستخط کئے جائیں۔

اس معاہدے پر چند فروشوں نے دستخط کیا۔ ملک کے اندر اور باہر افغانوں کی جانب سے بڑے احتجاجی مظاہرے جاری رہے۔ شمالی صوبوں میں جیسے قندوز، بلخ اور جوزجان سے لے کر جنوب میں ننگرہار، قندہار اور پایہ تخت کابل تک ہزاروں افراد نے مظاہرے کئے۔

ایک اور قابل ذکر واقعہ جہادی کمانڈر محمد عاشور کے ہتھیار ڈالنے کا تھا۔ اس معاہدے کے رد عمل میں وہ کرزئی حکومت سے الگ ہوا اور اپنے 12 ساتھیوں سمیت امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے مل گیا۔

اگرچہ جرگہ کے کچھ شرکاء نے جارحیت پسندوں سے مطالبہ کیا کہ ہوائی بمباری بند کی جائے مگر جرگے کے اختتام پر دو دن بعد ایک بچہ اور دو خواتین امریکی ڈرون حملے میں شہید ہو گئے۔

مآخذ: داخلی و خارجی ویب سائٹس، امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی ماہانہ رپورٹ، امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ کی نشریات اور عوامی نقصانات کی ماہانہ رپورٹ، ہفتے بھر کے اہم واقعات از خالد غزنوی

■ ■ ■

دسمبر کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	85	1	6	5	91	17	35	4	4	1
-2	ہلمند	161	1	30	22	296	117	71	7	11	1
-3	غزنی	40	0	0	0	44	24	11	0	0	0
-4	خوست	24	0	0	0	32	37	4	0	0	0
-5	نورستان	6	0	0	0	16	8	3	0	0	0
-6	میدان وردگ	13	1	0	0	48	38	3	0	4	0
-7	کونڑ	75	1	1	2	119	93	20	8	6	0
-8	پکتیکا	22	0	0	0	16	21	11	0	3	0
-9	زابل	41	0	8	0	41	13	17	2	2	0
-10	لوگر	24	0	12	6	28	22	7	0	0	0
-11	کاپیسا	10	0	6	0	11	12	3	2	0	0
-12	روزگان	30	0	0	0	29	22	8	1	1	0
-13	پکتیا	28	0	0	0	33	26	4	0	0	0
-14	فراہ	19	0	0	0	36	14	8	1	7	0
-15	کابل	22	3	21	5	9	29	25	3	0	1
-16	ننگرہار	107	1	6	3	111	154	223	8	1	0
-17	لغمان	43	0	12	0	31	31	8	0	2	0
-18	ہرات	32	0	0	0	28	36	12	0	0	0
-19	نیمروز	17	0	0	0	13	13	5	0	0	0
-20	بادغیس	12	0	0	0	37	31	8	4	7	0
-21	قندوز	8	0	0	0	6	13	4	0	0	0
-22	بغلان	6	0	0	0	4	3	16	0	0	0
-23	فاریاب	14	0	0	0	17	15	3	3	0	0
-24	غور	4	0	0	0	2	3	1	0	0	0
-25	پروان	14	0	3	2	12	9	4	0	0	0
-26	تخار	1	0	0	0	1	2	0	0	0	0
-27	سمنگان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-28	بدخشان	5	0	0	0	10	14	0	0	0	0
-29	بامیان	2	0	0	0	1	0	0	0	0	0
-30	بلخ	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-31	سرپل	1	0	0	0	0	0	0	0	1	0
-32	دائی کنڈی	2	0	0	0	5	3	2	0	0	0
-33	جوزجان	12	0	0	0	11	19	4	0	2	0
-34	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		880	8	105	45	1138	839	520	43	51	3

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- زابل میں ایک ہیلی کاپٹر 2 –روزگان میں ایک جاسوس طیارہ. 3 –ننگرہار میں ایک جاسوس طیارہ.

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

خارجی سیاست سے متعلق ہمارا موقف ہماری دائمی سیاست (لاضرر ولاضرار) کے عین مطابق ہے۔ ہم نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہماری سرزمین دوسروں کے خلاف استعمال کرے، بعینہ اسی طرح جیسا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دوسرا ہمارے خلاف استعمال ہو۔ ہم ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں جو افغانستان کو ایک آزاد اسلامی ملک کے طور پر تسلیم کریں اور ان کا ہمارے ساتھ تعلق استعماری چھاپ کا آئینہ دار نہ ہو، خواہ وہ بین الاقوامی طاقتیں ہوں یا ہمسایہ ممالک اور دنیا کے دیگر خطے!

واضح رہے کہ ہم نے اپنی اسی سیاست کے خد و خال سابقہ پیغامات اور سیاسی دفتر کے ذریعے دنیا تک پہنچائے ہیں۔ جہاں تک سیاسی مکتب کے ذریعے قابض قوتوں کے ساتھ ملاقاتوں اور مذاکرات کی بات ہے تو ان رابطوں کا بنیادی مقصد صرف یہی ہے کہ افغانستان پر قبضے کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہو سکے۔ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ مجاہدین اپنے اہداف سے دستبردار ہو جائیں گے یا اسلامی اصولوں اور وطنی منافع پر کسی سودے بازی کو ترجیح دیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس سرزمین کی مکمل آزادی اور غیر ملکی قبضے کے خاتمے کے علاوہ کچھ بھی قابلِ قبول نہ ہو گا، اور نہ ہی اس معاملے میں کسی سے سودے بازی کی جائے گی۔ اور میں اس بات کی بھی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس بیش بہا مقصد کے حصول کے لئے کسی غیر شرعی مصلحت سے ہرگز کام نہ لیا جائے گا۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

2nd Year January2014

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے